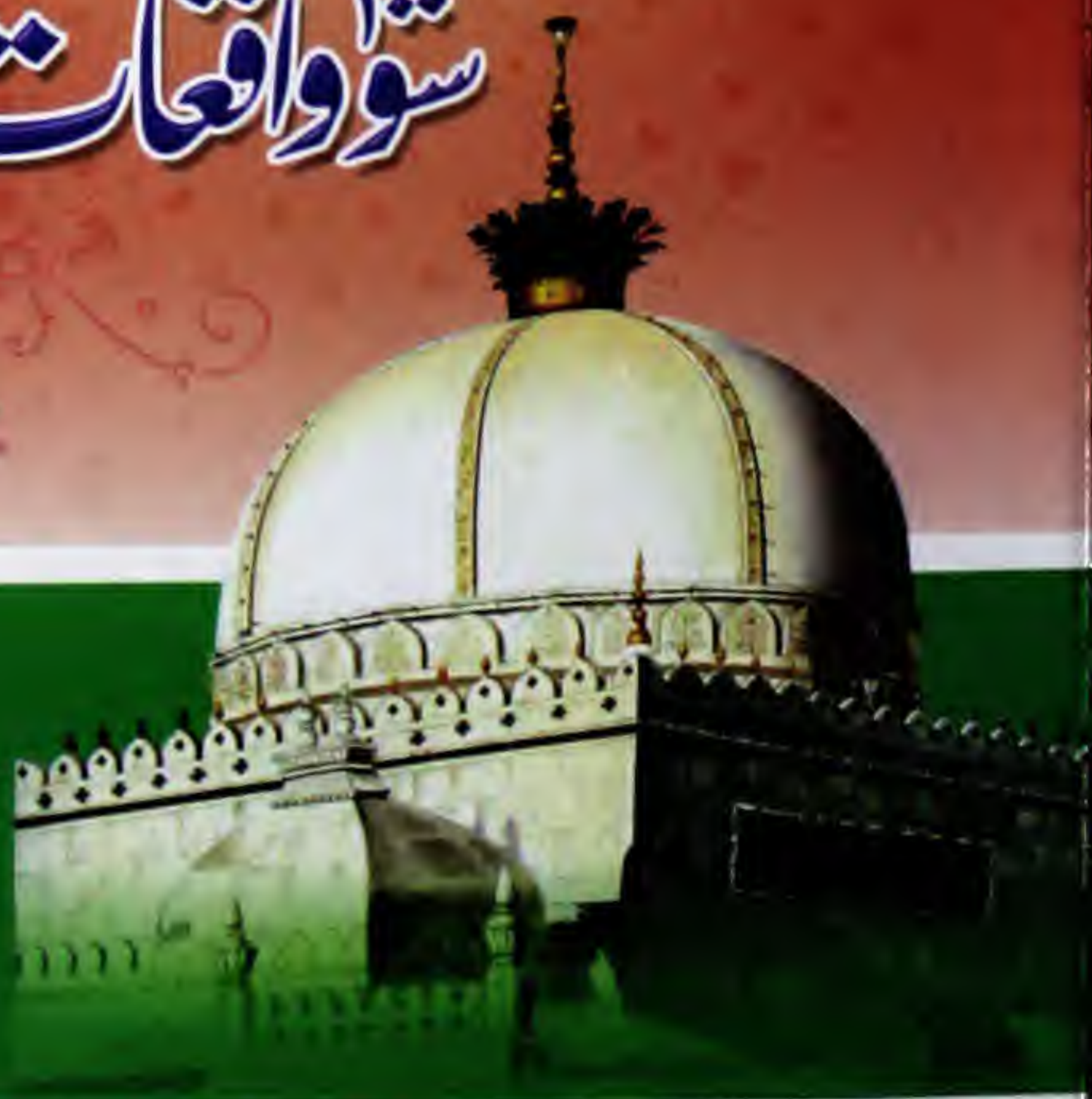


خواجہ عزیزؒ نواز کے دل افروز واقعات پر مبنی تصنیف

خواجہ عزیزؒ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

سوانحیات



اکبر پبلشرز لاہور

مصنف:

علامہ محمد سعید قادری

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دل افروز واقعات پر مبنی تصنیف

رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ غریب نواز

کے سواقعات

مصنف:

علامہ محمد سعید قادری

ناشر
اکبر پبلشرز

نیشنل سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ کے سو واقعات
مصنف:	علامہ محمد مسعود قادری
پبلشرز:	اکبر بک پبلرز
تعداد:	600
قیمت:	120/-

ملنے کا پتہ
اکبر بک پبلرز

Ph: 042-7352022
Mob: 0300-4477371

انتساب:

صاحب عوارف المعارف، شیخ الشیوخ
حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
کے نام

پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
 تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی
 کافر ہے مسلمان ، تو نہ شاہی نہ فقیری
 مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
 کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
 مومن ہے تو بے تیغ لڑتا ہے سپاہی
 کافر ہے تو تابع تقدیر مسلمان
 مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الہی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حرفِ ابتداء	11
۱۔	حضورِ غوثِ اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> سے قرابت داری	13
۲۔	دین و دنیا کی خیر و برکت	14
۳۔	شکمِ مادر میں کلمہ طیبہ کا ورد	15
۴۔	دین و دنیا کی دولت سے مالا مال	16
۵۔	والدین کی تربیت کا اثر	17
۶۔	امن و سکون کی تلاش	18
۷۔	والدین کے وصال کا ناگہانی حادثہ	19
۸۔	باغ کی نگرانی	20
۹۔	بحر خیالات میں غوطہ زنی	21
۱۰۔	حضرت شیخ ابراہیم قندوزی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی آمد	22
۱۱۔	شبابِ معرفت کا جام	23
۱۲۔	وطن کو خیر باد کہہ دیا	25
۱۳۔	مطلوبِ تک رسائی کا طریقہ	26

- ۱۴۔ بخارا کے علمی مدارس سے علم کا حصول 27
- ۱۵۔ مولانا حسام الدین رحمہ اللہ کا دستارِ فضیلت عطا کرنا 28
- ۱۶۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ سے ملاقات 29
- ۱۷۔ حضور غوث اعظم رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات 30
- ۱۸۔ حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ کی صحبت میں 31
- ۱۹۔ سعادتِ بیعت 32
- ۲۰۔ معین الدین (رحمہ اللہ) تیرا کام پورا ہو گیا 33
- ۲۱۔ اے اللہ! معین الدین (رحمہ اللہ) کو قبول فرما 35
- ۲۲۔ وعلیک السلام یا قطب المشرق 36
- ۲۳۔ زیارت رسول اللہ ﷺ 37
- ۲۴۔ عطائے تبرکات سلسلہ عالیہ چشتیہ 38
- ۲۵۔ مرشد پاک کی خدمت 39
- ۲۶۔ ایسی نعمت عطا ہوئی جس کی کوئی حد نہیں 40
- ۲۷۔ حضرت صدر الدین احمد سیستانی رحمہ اللہ سے ملاقات کا احوال 41
- ۲۸۔ سورہ فاتحہ پڑھ کر دریا پار کرنا 43
- ۲۹۔ اظہارِ کرامت 44
- ۳۰۔ جو ملے راہِ خدا میں خرچ کر دو 45
- ۳۱۔ بروزِ حشر مالداروں کا حساب ہوگا 46
- ۳۲۔ شیخ ناصر الدین رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کرنا 48
- ۳۳۔ پہلا مرید 49

- 50 - ۳۴۔ ہمدان اور تبریز میں قیام
- 51 - ۳۵۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر معتکف ہونا
- 52 - ۳۶۔ بھوک کے وقت شکار کرتے تھے
- 53 - ۳۷۔ پہلی کرامت
- 55 - ۳۸۔ کعبہ نگاہوں کے سامنے ہے
- 56 - ۳۹۔ بدخشاں میں ایک بزرگ سے ملاقات کا احوال
- 57 - ۴۰۔ اہل ہرات کا فیضیاب ہونا
- 58 - ۴۱۔ شیخ محمد یادگار کا نائب ہونا
- 62 - ۴۲۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے عشقیت کا اظہار
- 63 - ۴۳۔ پرتھوی راج کی ماں کی پیشین گوئی
- 64 - ۴۴۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی
- 66 - ۴۵۔ سینکڑوں راجپوت مسلمان ہو گئے
- 67 - ۴۶۔ جاتیرے اونٹ کھڑے ہو گئے
- 69 - ۴۷۔ ہندو گوالا مسلمان ہو گیا
- 70 - ۴۸۔ دشمن بے حس و حرکت ہو گئے
- 73 - ۴۹۔ رام دیو مسلمان ہو گیا
- 75 - ۵۰۔ بے پال جوگی
- 78 - ۵۱۔ بے پال کی ہٹ دھرمی
- 80 - ۵۲۔ بے پال، خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں
- 85 - ۵۳۔ پرتھوی راج کو دعوتِ توحید

- ۵۴۔ درباری مسلمان کی سفارش 87
- ۵۵۔ پرتھوی راج کی ہٹ دھرمی قائم رہی 88
- ۵۶۔ فتح کا دارو مدار قلت و کثرت پر نہیں 91
- ۵۷۔ سلطان شہاب الدین کو فتح کی بشارت 94
- ۵۸۔ مقام قبولیت 96
- ۵۹۔ صفت جمال کا غلبہ 98
- ۶۰۔ صفت جلال کا غلبہ 99
- ۶۱۔ ریاضت اور مجاہدہ کی کیفیت 100
- ۶۲۔ خواجہ خواجگان عسید کا لنگر عام تھا 101
- ۶۳۔ ہاتھ سوکھ گیا 102
- ۶۴۔ ہر مسلمان رحمت حق تعالیٰ سے قربت رکھتا ہے 104
- ۶۵۔ مرشد پاک کا احترام 107
- ۶۶۔ سماع کا شوق 108
- ۶۷۔ قبولیت کا دروازہ کھلا ہے 109
- ۶۸۔ ہندوستان میں تبلیغی سرگرمیاں 111
- ۶۹۔ دوزخ سے بچنے کا یہ طریقہ درست نہیں 113
- ۷۰۔ ہر سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتے 115
- ۷۱۔ جو وعدہ کر کے آیا ہے اسے پورا کر 116
- ۷۲۔ بچہ، ماں کے پیٹ میں بول پڑا 117
- ۷۳۔ یہ بچہ ہندوستان کا بادشاہ بنے گا 119

- 120 - ۷۴ - تیرا مقتول کہاں ہے؟
- 121 - ۷۵ - درویشوں کے خانوادے کو روشن کرنے والی شمع
- 123 - ۷۶ - صالح بیٹا ایسا ہی ہونا چاہئے
- 125 - ۷۷ - عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے
- 126 - ۷۸ - جائز حاجت کے بعد غسل کی فضیلت
- 128 - ۷۹ - نماز کی بددعا
- 130 - ۸۰ - وقت گزرنے سے قبل نماز پڑھنے میں جلدی کرو
- 131 - ۸۱ - اللہ سے ڈرا اور جفا سے باز آ
- 133 - ۸۲ - قدرت رکھنے والے بندے
- 135 - ۸۳ - دوزخ سانپ کے منہ میں ہے
- 137 - ۸۴ - راسخ العقیدہ شخص
- 138 - ۸۵ - سادھو مبہوت ہو جاتے
- 139 - ۸۶ - غذائے روح
- 141 - ۸۷ - بیوند لگے کپڑے استعمال فرمائے
- 142 - ۸۸ - خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین
- 143 - ۸۹ - اللہ عزوجل کے دوستوں کی تین صفات
- 145 - ۹۰ - قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی جانے کی وصیت
- 146 - ۹۱ - اللہ عزوجل کے دوستوں کو موت نہیں
- 147 - ۹۲ - انوار و تجلیات کا نزول
- 148 - ۹۳ - ایک درویش سے ملاقات کا احوال

- 150 - ۹۴۔ بھید خداوندی ظاہر کرنے کا انجام
- 151 - ۹۵۔ ظالم ہمسایہ
- 153 - ۹۶۔ مرشد کے کام میں مشغول ہونے کے فوائد
- 154 - ۹۷۔ درویشی کیا ہے؟
- 155 - ۹۸۔ اسم مبارکہ ”محمد مصطفیٰ“ کی برکت
- 156 - ۹۹۔ اللہ عزوجل کے نیک بندوں کا تصرف
- 158 - ۱۰۰۔ حبیب اللہ مات فی حب اللہ
- 160۔ کتابیات



حرفِ ابتداء

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود و سلام۔

اللہ عز و جل نے اپنی معرفت اور آگاہی کے لئے بنی نوع آدم کو تخلیق فرمایا اور اللہ عز و جل کی معرفت و آگاہی کے لئے انبیاء کرام ﷺ مبعوث فرمائے گئے اور انبیاء کرام ﷺ کے سلسلہ کے آخری نبی اور پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جو خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کا اختتام ہوا اور اب تاقیامت کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا جائے گا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی سنت و طریقہ پر عمل پیرا ہونا کسی بھی انسان کی فلاح و کامیابی کی دلیل ہے۔

اولیاء اللہ ﷺ گروہ انسانی کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام کی تبلیغ کی اور اپنی زندگیاں حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بسر کیں۔ ان اولیاء اللہ ﷺ میں ایک نام سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کی شانہ روز کاوشوں سے لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

داستانِ درد و غم لایا ہوں میں

دل میں امید کرم لایا ہوں میں

سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ان نابغہ روزگار اولیاء اللہ رحمہ اللہ میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں رشد و ہدایت کی ایسی شمع روشن کی جو آج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ لوگوں کو منور کر رہی ہے۔ آپ رحمہ اللہ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بانی ہیں اور آپ رحمہ اللہ کے مریدوں اور فیض یافتگان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے دست اقدس پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے ہندوستان کی ولایت ملی اور حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجوری رحمہ اللہ کی جانب سے سلطان الہند کا خطاب ملا۔

آپ کا ہوں آپ کا سلطان الہند

کیجئے مجھ پر عطا سلطان الہند

زیر نظر کتاب ”حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے سو واقعات“ کو ترتیب دینے کا مقصد یہی ہے کہ آپ رحمہ اللہ کی سیرت پاک کے مختلف گوشوں سے قاری آگاہ ہو اور قارئین آپ رحمہ اللہ کی سیرت کے ان واقعات کے مطالعہ سے ذوق اور تسکین قلب پائیں۔ بارگاہ خداوندی میں التجا ہے کہ وہ اس عاجز کی کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں حقیقی معنوں میں سچا اور پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسعود قادری

قصہ نمبر ۱

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے قرابت داری

سیر الاقطاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت سیدہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا، حضرت سیدنا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی تھیں۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نانا یعنی حضرت سیدہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا کے والد دونوں گے بھائی تھے۔ اس لحاظ سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی چچا زاد بہن تھیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے مگر یہ روایت بجز سیر الاقطاب کے اور کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔



قصہ نمبر ۲

دین و دنیا کی خیر و برکت

حضرت بی بی ماہ نورؒ والدہ محترمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتی ہیں جب معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) صلب پدر سے میرے شکم میں منتقل ہوئے تو اللہ عزوجل نے خیر و برکت کا دروازہ کھول دیا، دین و دنیا کی برکت سے میرا گھر بھر گیا اور دشمن دوست بن گئے، دن بدن عزت و منزلت میں اضافہ ہونے لگا، تمام رنج اور الم دور ہو گئے۔



قصہ نمبر ۲

شکم مادر میں کلمہ طیبہ کا ورد

حضرت بی بی ماہ نور علیہا السلام والدہ محترمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ السلام فرماتی ہیں جس وقت اللہ عزوجل کی جانب سے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے جسم مبارک میں روح ڈالی گئی اس وقت سے پیدائش تک آپ علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ نصف شب سے دن چڑھنے تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد فرمایا کرتے تھے اور میں اپنے کانوں سے آپ علیہ السلام کے ذکر کی آواز سنا کرتی تھی۔

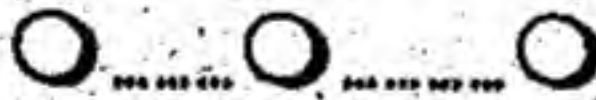


قصہ نمبر ۴

دین و دنیا کی دولت سے مالا مال

حضرت بی بی ماہ نورؒ والدہ محترمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتی ہیں جس رات معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) پیدا ہوئے میرا گھر نور سے بھر گیا، دور دور تک فرشتوں کی جماعتیں نظر آنے لگیں، کچھ دیر بعد یہ نظارہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اس دوران ندائے غیبی آئی۔

”بی بی! تم کیوں پریشان ہو؟ یہ نور میرا ہی تھا، میں نے اپنا نور تیرے فرزند معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے دل میں بھر دیا اور اسے دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیا۔“



قصہ نمبر ۵

والدین کی تربیت کا اثر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے چار پانچ سال کی عمر میں جب ہوش سنبھالا تو والدین نے اپنے سایہ عاطفت میں آپ رحمہ اللہ کی تعلیم و تربیت شروع کی۔ اگرچہ کسی صاحب تذکرہ نے یہ نہیں لکھا کہ ابتدائی تعلیم والدین نے دی تھی مگر یہ بات قرین عقل سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ رحمہ اللہ کے والد محترم متبحر عالم اور عارف کامل تھے۔ ایسی بزرگ ہستی کی شان سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ اس کا فرزند عہد طفولیت میں تعلیم و تربیت سے محروم رہے۔ والدین نے کم از کم قرآن مجید اور اخلاق کی تعلیم ضرور دی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایسے با عظمت باپ کے زیر سایہ جس بچہ کی تربیت ہوگی وہ آگے چل کر کیا کچھ نہ ہوگا۔ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ رحمہ اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں کامل بن گئے۔



قصہ نمبر ۶

امن و سکون کی تلاش

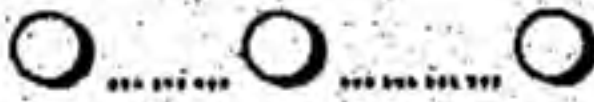
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت عالم وجود میں تشریف لائے تو دنیا کے پردہ اسکرین پر خونی ڈرامہ کے روح فرسا مناظر دکھائے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے وقت خراسان میں سلجوقی خاندان برسر اقتدار تھا۔ ان دنوں سیستان اور گردونواح پر تازہ مصیبت یہ آن پڑی کہ حکومت کی کمزوریوں کو محسوس کرتے ہوئے ترکوں کے ٹڈی دل لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں وہاں کا بادشاہ مارا گیا۔ طول و عرض ملک میں فتنہ و فساد، بد امنی اور بے چینی پھیل گئی۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کے ہاتھوں کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہ تھی۔ آئے دن کے مصائب اور پریشانیوں سے دل برداشتہ ہو کر خواجہ غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رخت سفر باندھا اور بیوی بچوں کے ہمراہ امن و سکون کی تلاش میں خراسان روانہ ہو گئے۔ حکومت خراسان کا صدر مقام نیشاپور تھا۔ خواجہ غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی علاقہ میں سکونت اختیار کر لی۔ حلال معاش کیلئے باغات اور پن چکی خریدی تاکہ زندگی کے باقی ماندہ ایام آرام سے بسر کر سکیں۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سات برس تھی۔



قصہ نمبر ۷

والدین کے وصال کا ناگہانی حادثہ

نیشاپور پہنچنے کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ غیاث الدین حسن عسکریؒ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی عسکریؒ کم سنی میں یتیم ہو گئے۔ حضرت خواجہ غیاث الدین حسن عسکریؒ کا کفن بھی ابھی میلانہ ہوا تھا کہ آپ عسکریؒ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ بی بی ماہ نور علیہا السلام بھی اس جہان فانی سے رخصت ہو گئیں اور یوں آپ عسکریؒ باپ کے سایہ الفت اور ماں کی آغوشِ محبت سے محروم ہو گئے۔



قصہ نمبر ۸

باغ کی نگرانی

حضرت سیدہ بی بی ماہ نورؒ نے حضرت خواجہ غیاث الدینؒ کے وصال کے بعد ترکہ پدروی بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتیؒ کے حصہ میں انگوروں کا باغ اور ایک پن چکی آئی تھی۔

حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتیؒ اس باغ اور پن چکی کی آمدنی سے گزر بسر کرنے لگے۔ ملکی انقلابات اور والدین کا سایہ اٹھ جانے کے بعد آپؒ کا دل دنیا سے بیزار ہو گیا۔ آپؒ اپنا زیادہ تر وقت اسی باغ میں گزارتے تھے۔ باغبانی کا کام کرتے اور باغ کی صفائی، پودوں کی دیکھ بھال کا کام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ پودوں کی کانٹ چھانٹ اور غرض یہ کہ ہر ممکن طریقہ سے باغ کی نگرانی اور متعلقہ کام سرانجام دیتے تھے۔ یہی محبوب مشغلہ آپؒ کا ذریعہ معاش تھا۔ اس باغ کی آمدنی سے ہی آپؒ گزر بسر کرتے تھے یہاں تک کہ آپؒ کی عمر مبارک پندرہ برس ہو گئی۔



قصہ نمبر ۹

بحر خیالات میں غوطہ زنی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نو جوانی کی حدود میں قدم رکھ رہے تھے اور آپ رحمہ اللہ کی میس بھگنے لگی تھیں۔ خط کے آثار نمودار ہو رہے تھے اور عہد طفولیت کے حالات و واقعات و تجربات سے آپ رحمہ اللہ سنجیدہ مزاج اور پختہ کار بن گئے تھے۔ باغبانی کے کام اور نماز سے فراغت کے بعد جو وقت فرصت ملتا تھا اس میں آپ رحمہ اللہ اکثر بحر خیالات میں غوطہ زن رہا کرتے تھے۔ دل دنیائے ناپید کنار سے بیزار ہو چکا تھا۔ آپ رحمہ اللہ کی حقیقت شناس نگاہیں کسی ایسے راستہ کی تلاش میں تھیں جو بندے کو اللہ عز و جل سے ملا دے۔ آپ رحمہ اللہ سوچتے سوچتے گھبرا جاتے تھے اور گم کردہ مسافر کی طرح بھٹک جاتے تھے بالآخر ایک روز قسمت کا ستارہ چمکا اور اللہ عز و جل نے ایک مجذوب کی شکل میں آپ رحمہ اللہ کی راہنمائی فرمائی۔



قصہ نمبر ۱۰

حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول درختوں کو پانی دے رہے تھے حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ گھومتے پھرتے اس باغ کی طرف آن نکلے۔ حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ اسی آبادی میں رہا کرتے تھے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ مقیم تھے اور وہ اللہ عزوجل کے عشق میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ ان پر عشق حقیقی کی وجہ سے اکثر خود فراموشی کی حالت طاری رہتی تھی۔ آبادی کے بچے اور بوڑھے انہیں مجذوب کہا کرتے تھے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو سب کام چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی جانب متوجہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر خوش آمدید کہا اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر نہایت عزت اور احترام کے ساتھ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھایا۔ ان دنوں انگوروں کا موسم تھا، کچھ پکے ہوئے خوشے بیلوں سے اتار کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے اور خود با آداب ہو کر دو زانو بیٹھ گئے۔



قصہ نمبر ۱۱

شبابِ معرفت کا جام

حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمہ اللہ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی مہمان نوازی کا یہ انداز بہت پسند آیا اور آپ رحمہ اللہ کا یہ ادب بہت بھلا محسوس ہوا۔ حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمہ اللہ پہچان گئے کہ یہ بچہ نہایت ہونہار اور راہِ حق کا متلاشی ہے۔

حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمہ اللہ نے اپنی جیب سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکالا اور دندان مبارک سے چبا کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے دہن مبارک میں ڈال دیا۔ وہ کھلی کا ٹکڑا شبابِ معرفت کا ایک جام تھا جسے پیتے ہی آپ رحمہ اللہ پر خودی کی کیفیت طاری ہو گئی اور نگاہوں سے تمام حجاب دور ہو گئے، آنکھوں میں نور ہی نور چھا گیا، تعینات کے حجابات سامنے سے اٹھ گئے، جوشِ حیرت قلب پر طاری ہو گیا اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

یہ نہیں کہا جاسکتا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ اس حالتِ فراموشی میں کب تک آئینہ حیرت بنے رہے۔ جب آپ رحمہ اللہ کو ہوش آیا تو ساقی جامِ معرفت محفل سے اٹھ چکا تھا، دل قابو سے باہر ہو گیا تھا اور طبیعت پر جبر کر کے دامنِ صبر قرار تمام کر بیٹھ گئے۔

عشق میں صبر چونکہ انہجائی دشوار ہوتا ہے لہذا حضرت خواجہ معین الدین چشتی

عسید کو بھی قرار نہ رہا اور جو جلوہ آپ عسید کو حضرت شیخ ابراہیم قندوزی عسید دکھا چکے تھے اس جلوہ کو دیکھنے کے بعد اب خود پر ایک دیوانگی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور دنیا اور دولت دنیا سب حقیر اور بے وقعت دکھائی دینے لگی تھی۔ آپ عسید کے قلب میں عشق خداوندی جوش مارنے لگا اور قلب تمام دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو گیا اور دنیا سے بے پرواہ ہو گیا۔



قصہ نمبر ۱۲

وطن کو خیر باد کہہ دیا

جیسے جیسے وقت گزرتا گیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی دیوانگی اور ورائگی بڑھتی چلی گئی اور آپ رحمہ اللہ نے حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمہ اللہ کے ہاتھوں جام معرفت پینے کے تیسرے دن ہی اپنی تمام املاک فروخت کر کے اس کی رقم راہ خدا میں خرچ کر دی اور خود معمولی سا زاد راہ لیا اور اپنے وطن، اپنے عزیز واقارب اور رفقاء کی محبت کو خیر باد کہہ کر چل دیے۔



قصہ نمبر ۱۲

مطلوب تک رسائی کا طریقہ

محبوب حقیقی کے سچے عاشقوں کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ قرب یارِ پانے کے لئے سب سے پہلے علوم ظاہری کا زینہ طے کرتے ہیں۔ پھر عمل کی دشوار گزار منزلوں کو طے کر کے علوم باطنی سیکھتے ہیں تب کہیں جا کر انہیں جلوۂ محبوب دکھائی دیتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے بھی اپنے مطلوب تک رسائی کے لئے یہی راستہ اختیار کیا۔



قصہ نمبر ۱۴

بخارا کے علمی مدارس سے علم کا حصول

اس زمانہ میں ترکستان کی سرحد پر واقع سمرقند اور بخارا کے عظیم الشان دارالعلوم عالمگیر شہرت رکھتے تھے۔ مشرق و مغرب کے ہزاروں طلباء ہر سال علم کی دولت سے مالا مال ہونے کے لئے ان دارالعلوم کا رخ کرتے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علوم و فنون کیلئے سمرقند اور بخارا کا انتخاب کیا۔ بخارا پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔

اگرچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صغیر سنی کی تعلیم کے متعلق کسی سوانح نگار نے قلم کو جنبش نہیں دی کہ والدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھر میں ابتدائی تعلیم دی تھی مگر سادات خراسان کے بمقتدر خاندانوں سے تعلق اور عارف و کامل صاحب فضل و کمال باپ کی گود میں پرورش پانے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھلا کیونکر ان پڑھ رہہ سکتے تھے۔ حالات و واقعات کے سیاق و سباق میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ زیادہ نہیں تو کم از کم قرآن مجید کی تعلیم اور علوم مروجہ کی ابتدائی کتابیں ضرور پڑھی ہوں گی اور یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ قرآن مجید کے کچھ سپارے بھی حفظ کئے ہوں۔ بہر حال بخارا پہنچنے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نوشت و خواند سے واقف ضرور تھے۔



قصہ نمبر ۱۵

مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

دستارِ فضیلت عطا کرنا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بخارا کے تمام علماء فضلاء کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔ تذکروں اور سوانح عمری کے مطالعہ سے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کن کن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دستارِ فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت مولانا حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہریہ کی تکمیل فرمائی۔

۲۳ سے ۲۴ برس کی عمر میں علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد صفائی قلب اور تزکیہ نفس کا ضروری سامان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بہم پہنچ گیا تھا مگر قلب جس تسکین کا متلاشی تھا وہ نصیب نہ ہوئی اور جس محبوب کو جی بھر کر دیکھنے کی آرزو دل میں چٹکیاں لے رہی تھی اس تک ابھی رسائی نہ ہوئی تھی۔

قصہ نمبر ۱۶

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ سے ملاقات

عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا۔ عشق کی آگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ کے تن اور من کو جلا رہی تھی۔ تعلیم کی ہوانے اس آگ کے شعلوں کو اور بھی تیز کر دیا، محبت کا ذوق بڑھ رہا تھا، عشق کے جذبات بھڑک رہے تھے بالآخر جب بے قراری جنوں کی حد کو پہنچی تو آپ رحمۃ اللہ جانب عراق روانہ ہوئے۔ قصبہ سجان پہنچ کر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ سے ملاقات ہوئی اور پندرہ دن آپ رحمۃ اللہ نے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ کے ہاں قیام کیا۔



قصہ نمبر ۱۷

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات

سنجان سے روانہ ہو کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف روانہ ہو گئے۔ ان دنوں حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ قصبہ جیل میں تشریف فرما تھے۔ یہ قصبہ کوہ جودی کے دامن میں آباد تھا۔ جہاں طوفانِ نوح کے وقت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آ کر رکی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی حالت تھی۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور انہوں نے یہ بشارت بھی دی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے روزگار ہوں گے اور خلقِ اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ عرصہ قیام کیا اور واپس تشریف لے گئے۔



قصہ نمبر ۱۸

حضرت عثمان ہارونیؒ کی صحبت میں

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ مرشد کامل کی تلاش میں دشت و جبل، کوہ بیاباں، شہر و شہر، قریہ بہ قریہ تلاش و تجسس میں پھرنے لگے۔ یہاں تک کہ پھرتے پھرتے آپؒ قصبہ ہارون پہنچ گئے۔

ہارون ایک معمولی سا قصبہ تھا جہاں حضرت عثمان ہارونیؒ رونق افروز تھے اور ان کی وجہ سے سارا قصبہ خیر و برکت سے معمور تھا۔ حضرت عثمان ہارونیؒ قطب وقت تھے۔ ان کی قطبیت کا مہر منور صوفیاں عالم تھا۔ حضرت عثمان ہارونیؒ کی بزرگی کا چرچہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ لوگ دور دراز سے جوق در جوق حاضر خدمت ہو کر مراد کے پھولوں سے جھولیاں بھر بھر کر لے جاتے تھے۔ قصبہ ہارون ان دنوں روحانی تجلیات کا مرکز تھا، چشمہ معرفت کا فیض عالم جاری تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اس چشمہ صافی کی موجوں میں وہی نور جھلکتا نظر آیا جس کا مشاہدہ آپؒ، حضرت شیخ ابراہیم قندوزیؒ کی کرامت میں کر چکے تھے۔ ادھر نگاہ ملتے ہی شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے آپؒ کے دل کی خواہشات کا جائزہ لے لیا۔



قصہ نمبر ۱۹

سعادت بیعت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حرف تمنا زبان پر لانا تھا کہ پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے شراب معرفت کا ایک جام لبریز آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پلا دیا جس کے پیتے ہی شیشہ قلب کا زنگ دور ہو گیا، حجاب عظمت سامنے دکھائی دینے لگے مگر اس جام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تسلی نہ ہوئی۔

ساقی دریا دل نے دوسرا ساغر بھر کر دے دیا اور تحت اثری تک تمام پردے اٹھ گئے۔ یہ جام پینے کے بعد بھی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تشنگی باقی رہی تو ساقی میخانہ معرفت نے تیسرا جام بھی بھر کر پلایا اور اب ہنر وہ ہزار عالم روشن ہو گئے۔ شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی میمائے اثر سے تاڑ گئے کہ جو ہر اس قابل ہے کہ ذرا سی توجہ خورشید جہانتاب بن سکتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔



قصہ نمبر ۲۰

معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) تیرا کام پورا ہو گیا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید ہونے کا واقعہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، میں نے سر نیاز خم کیا۔ حکم ہوا کہ دو رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں ہزار بار سورہ فاتحہ اور ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔ دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھو، میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سر سے گلہ اتار کر میرے سر پر رکھی اور اپنا خرقہ خاص عطا فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔ تعمیل ارشاد کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے خاندان میں ایک دن رات کا مجاہدہ ہے اور آج تم مجاہدہ کرو۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک دن اور رات کا مجاہدہ کیا اور اگلے دن حاضر خدمت ہوا تو مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور حکم دیا کہ ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔ پھر فرمایا کہ آسمان کی جانب دیکھو۔ میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی

عجیب نے فرمایا بتاؤ کیا نظر آ رہا ہے؟ میں نے کہا کہ عرش اعظم تک نظر آ رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زمین کی طرف دیکھو۔ میں نے زمین کی طرف نظر جھکائی تو پوچھا کہ کیا نظر آ رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تخت الٹری تک نظر آ رہا ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دوبارہ دیکھو میں نے اوپر نظر اٹھائی تو حجاب عظمت تک کوئی پردہ دکھائی نہ دیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنی دونوں آنکھیں بند کر لو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ ایک لمحہ کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولنے کا حکم دیا اور اپنی دو انگلیاں کھڑی کر لیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان دونوں انگلیوں کے درمیان نظر ڈالو اور بتاؤ کہ کیا نظر آ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا ہر دو عالم کی کیفیات نظر آ رہی ہیں۔ یہ سن کر مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) تیرا کام پورا ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کے بعد مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سونے کی ایک اینٹ عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دو۔ میں نے تعمیل حکم کیا اور اس کے بعد ارشاد ہوا کہ تم ابھی میرے پاس قیام کرو اور میں نے اس حاضری کو اپنے لئے خوش قسمتی اور نعمت تصور کیا۔



قصہ نمبر ۲۱

اے اللہ! معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو قبول فرما

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کچھ عرصہ مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی غرض سے عازم سفر ہوا اور پھر جب ہم خانہ کعبہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خانہ کعبہ کا غلاف ہاتھ میں پکڑ کر یوں دعا فرمائی۔

”اے اللہ! معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو قبول فرما۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی وقت غیب سے آواز

آئی۔

”ہم نے اسے قبول فرمایا۔“



قصہ نمبر ۲۲

وعلیک السلام یا قطب المشرق

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے ہمراہ روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوا۔ آپ رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا۔
”سلام کرو۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے روضہ رسول اللہ ﷺ پر سلام کیا تو جواب میں آواز آئی۔
”وعلیک السلام یا قطب المشرق۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کے بعد میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے ہمراہ سفر کرتا ہوا بغداد پہنچا۔



قصہ نمبر ۲۲

زیارت رسول اللہ ﷺ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ جب روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوئے تو اس رات آپ ﷺ کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہندوستان کی ولایت عطا فرماتے ہوئے تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان جانے کا حکم دیا۔



قصہ نمبر ۲۴

عطائے تبرکات سلسلہ عالیہ چشتیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے ہمراہ بغداد آیا اور بغداد میں آپ رحمہ اللہ معتکف ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ تم روزانہ چاشت کو میرے پاس آنا تاکہ میں تمہیں کچھ ضروری باتیں بتاؤں۔ پھر آپ رحمہ اللہ اٹھائیس روز تک معتکف رہے اور اس دوران مجھے فقر کی تعلیم دیتے رہے اور اسرار و سلوک سے آگاہ کیا۔ پھر آپ رحمہ اللہ نے خرقة خاص، مصلے، نعلین، چوبی اور عصائے مبارک عطا فرمائے۔ پھر فرمایا کہ یہ چیزیں تمہارے پیران طریقت کی یادگار ہیں اور ان کو نہایت ادب کے ساتھ اپنے پاس رکھنا اور اپنے بعد جس کو اس کا اہل سمجھو اس کے سپرد کر دینا۔ پھر آپ رحمہ اللہ نے مجھے رخصت کر دیا اور اس وقت میری عمر ۵۲ برس تھی۔



قصہ نمبر ۲۵

مرشد پاک کی خدمت

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے اس درجہ عشق تھا کہ سایہ کی طرح ساتھ لگے رہتے تھے۔ جہاں کہیں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ جاتے تھے آپؒ ان کا بستر خواب، توشا اور پانی کا مشکیزہ کندھے پر ڈالے اور دیگر ضروری اشیاء سر پر رکھے ہمراہ ہوتے تھے۔ جہاں مرشد پاک قدم رکھتے تھے وہاں آپؒ اپنی آنکھیں بچھاتے تھے۔ کامل بیس برس خدمت و اطاعت میں گزار دیئے اس دوران آپؒ نے مرشد پاک سے معرفت اور حقیقت کی باتیں سیکھیں اور فقیری کے اسرار سربستہ سے آگاہی حاصل کی۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ نے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں دن کو دن نہ سمجھا اور رات کو رات نہ جانا۔ آپؒ کا مقصد صرف مرشد پاک کی خدمت تھی۔ اسی خدمت و اطاعت کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے آپؒ کو وہ نعمت عطا فرمائی جس کا اندازہ دشوار ہے۔



قصہ نمبر ۲۶

ایسی نعمت عطا ہوئی جس کی کوئی حد نہیں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بیس برس تک مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا اور اس عرصہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے نفس کو آرام نہیں دیا اور نہ ہی رات کو رات جانا اور نہ ہی دن کو دن خیال کیا۔ مرشد پاک جہاں بھی سفر پر جاتے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بستر خواب اور دیگر سامان اپنے سر پر اٹھا لیتا اور جب مرشد پاک نے میری یہ اطاعت دیکھی تو مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی حد نہیں تھی۔



قصہ نمبر ۲۷

حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ

سے ملاقات کا احوال

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں میں سیوستان میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ساتھ مسافرت میں تھا۔ ایک روز ہم ایک صومعہ میں پہنچے۔ جہاں حضرت صدر الدین احمد سیوستانیؒ رہتے تھے۔ وہ یہاں عبادت میں مشغول رہتے تھے میں کئی روز تک ان کی خدمت میں رہا۔ ان کی حالت ایسی تھی کہ کوئی شخص ان کے پاس سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ آپؒ اندر سے کوئی شے لا کر دے دیتے اور فرماتے۔

”میرے حق میں دعا کرو میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ جاؤں۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں حضرت صدر الدین احمد سیوستانیؒ جس وقت قبر کی تختی اور موت کا حال سنتے تھے تو تھر تھر کانپنے لگ جاتے تھے۔ ایک ہفتہ تک متواتر پھوٹ پھوٹ کر اس قدر روتے تھے کہ دیکھنے والے بھی رونے لگ جاتے تھے۔ میں جس وقت حاضر خدمت ہوا آپؒ رورہے تھے۔ جب ذرا سکون ہوا تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

”اے عزیز! جسے موت آنے والی ہے جس کا حریف ملک الموت

ہوا سے سونے اور ہنسنے سے کیا کام۔ اگر تمہیں ان لوگوں کا حال معلوم ہو جائے جو زیر زمین سوتے ہیں اور پچھوؤں سے بھری ہوئی کوٹھری میں محبوس ہیں تو تم اس طرح پگھل جاؤ جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} فرماتے ہیں پھر حضرت صدر الدین احمد سیوستانی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے مجھ سے فرمایا میں تمہیں تیس برس بیشتر کا واقعہ سناتا ہوں۔ بصرہ کے ایک قبرستان میں ایک بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہمارے قریب ایک قبر میں مردے کو عذاب ہو رہا تھا یہ حال دیکھ کر وہ بزرگ نعرہ مار کر مر گئے۔ میں نے اٹھانا چاہا تو ان کی روح قالب سے پرواز کر چکی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا جسم پانی بن کر بہہ گیا۔



قصہ نمبر ۲۸

سورہ فاتحہ پڑھ کر دریا پار کرنا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے ہمراہ دوران سفر دریائے دجلہ پر پہنچا اور دریا میں طغیانی تھی۔ میں اس سوچ میں گم تھا کہ ہم دریا کیسے پار کریں گے کہ دفعتاً مرشد پاک نے فرمایا معین الدین (رحمہ اللہ)! اپنی آنکھیں بند کرلو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کچھ دیر بعد مرشد پاک نے فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو۔ میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو ہم دریا کے پار تھے۔ میں نے عرض کیا حضور! یہ کیونکر ممکن ہوا؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے پانچ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھی اور پھر تمہیں لے کر دریا میں اتر گیا۔



قصہ نمبر ۲۹

اظہارِ کرامت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} فرماتے ہیں دورانِ مسافرت ہم ایک جگہ درویشوں کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں یہ رائے قرار پائی کہ سب لوگ اپنی ایک ایک کرامت دکھائیں۔ اس مجلس میں شیخ علاؤ الدین کرمانی، حضرت خواجہ عثمان ہارونی، جناب محمد عارف ^{رحمۃ اللہ علیہ} اور میں شریک تھا اور پھر سب نے اپنی اپنی کرامات دکھائیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} فرماتے ہیں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور سونے کا ایک ٹکڑا نکالا۔ اس ٹکڑے کو ایک درویش کو دے کر فرمایا: کہ جاؤ سب کیلئے شیرینی لے آؤ۔ پھر شیخ علاؤ الدین کرمانی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے ایک لکڑی کو ہاتھ مارا تو وہ سونے کی ہو گئی۔ پھر مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی ^{رحمۃ اللہ علیہ} میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے مرشد پاک کے حکم سے اپنے کبیل میں سے چار روٹیاں نکال کر ایک بوڑھے فقیر کی طرف بڑھا دیں۔

قصہ نمبر ۳۰

جو ملے راہِ خدا میں خرچ کر دو

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے ہمراہ سفر میں تھا۔ ہمارے ہمراہ ایک درویش بھی تھے۔ ہم چلتے چلتے اوش پہنچے اور وہاں شیخ بہاؤ الدین بختیار اوشی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ بہاؤ الدین بختیار اوشی رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگ اور واصلین میں سے تھے۔ ان کے یہاں دستور تھا کہ جو کوئی ان کی خانقاہ میں آتا تھا۔ وہ محروم اور خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔ اگر آنے والے کے پاس کپڑے نہ ہوتے تھے تو وہ اس کو اپنے کپڑے عطا فرما دیتے اور آپ رحمہ اللہ کے لئے غیب سے کپڑے آجاتے تھے۔ ہم کچھ دن ان کی خدمت میں رہے۔ ایک روز انہوں نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”اے درویش! تجھے جو کچھ ملے اللہ عز و جل کی راہ میں دے

دے اور دولت جمع نہ کر، اللہ عز و جل کے بندوں کو کھانا کھلانا

تا کہ اللہ عز و جل کے دوستوں میں سے ہو جائے۔“



قصہ نمبر ۳۱

بروزِ حشر مالداروں کا حساب ہوگا

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں شیخ علاؤ الدین کرمانی، حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ اور یہ دعا گو ہم تینوں مدینہ منورہ جا رہے تھے۔ دمشق میں اترے اور جامع مسجد دمشق کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کے مزارات ہیں۔ یہاں جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے، حاجتیں برآتی ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں ہم نے انبیاء کرامؑ کے مزارات کی زیارت کی اور یہاں چند بزرگوں سے ملے۔ ایک دن ہم جامع مسجد دمشق میں بیٹھے ہوئے تھے برابر میں چند درویش بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت محمد عارف صاحبؒ نے فرمایا۔

”قیامت کے دن مالداروں سے حساب ہوگا اور درویشوں سے

کوئی باز پرس نہ ہوگی۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات ایک شخص پر گراں گزری وہ بحث کرنے لگا اور کہنے لگا۔

”یہ بات کس کتاب میں لکھی ہے؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں حضرت عارف صاحبؒ کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ

جس کتاب میں یہ بات تحریر ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھلاؤ۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عارف صاحب رحمہ اللہ نے وہ کتاب اس آدمی کے سامنے لا کر رکھ دی۔ کتاب دیکھ کر اس آدمی کو شرمندگی ہوئی اور اس نے اپنا سر حضرت عارف صاحب رحمہ اللہ کے قدموں میں رکھ دیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔



قصہ نمبر ۲۲

شیخ ناصر الدین عسکریؒ کی صحبت اختیار کرنا

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے فرمان پر ان سے رخصت ہوئے اور بغداد کی جانب چلے۔ راستہ میں قصبہ خرقان میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کے مزار پاک کی زیارت کی اور پھر خرقان سے استر آباد پہنچے اور یہاں حضرت شیخ ناصر الدین عسکریؒ ایک بلند پایا بزرگ اور عارف باللہ تھے۔ ان کا سلسلہ ارادت دو واسطوں سے حضرت خواجہ یایزید بسطامیؒ سے جا ملتا تھا۔ آپ عسکریؒ ایک عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے اور نور عرفان حاصل کرتے رہے۔ استر آباد سے چل کر آپ عسکریؒ اصفہان پہنچے۔ اصفہان اس زمانہ میں دنیا کا ایک تہایت عمدہ اور خوبصورت شہر تھا۔ یہاں حضرت شیخ علی بن اسمعیل عسکریؒ خلیفہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کی خاتقاہ تھی۔ لوگ ان کا بہت ادب اور تعظیم کرتے تھے۔ دور دور سے ان کی زیارت کے واسطے آتے تھے۔ آپ عسکریؒ نے اصفہان پہنچ کر حضرت شیخ محمود اصفہانیؒ سے ملاقات کی۔



قصہ نمبر ۳۳

پہلا مرید

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جس وقت اصفہان میں موجود تھے اس وقت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ مرشد کامل کی تلاش میں اصفہان آئے ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کچھ عرصہ سے حضرت شیخ محمود اصفہانیؒ کی کشف و کرامت کا مطالعہ کر کے مرید ہونے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی نظر جونہی آپؒ پر پڑی تو بے تاب ہو گئے اور بالآخر آپؒ کے دست حق پر بیعت ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔



قصہ نمبر ۲۴

ہمدان اور تبریز میں قیام

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ جن دنوں مرشد پاک سے رخصت ہونے کے بعد ہندوستان کی جانب عازم سفر ہوئے تو راستہ میں اصفہان میں قیام کیا اور پھر اصفہان سے ہمدان تشریف لے گئے اور وہاں حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی اور آپ رحمہ اللہ نے ان سے اکتساب فیض کیا اور پھر تبریز تشریف لے گئے اور حضرت شیخ ابوسعید تبریزی رحمہ اللہ کی صحبت میں کچھ عرصہ رہ کر اپنے ذوق و شوق کو پروان چڑھایا۔



قصہ نمبر ۲۵

حضور غوث اعظم عیسیٰ کے مزار پر معتکف ہونا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی عیسیٰ تبریز سے ایک مرتبہ پھر بغداد پہنچے اور بغداد میں اس وقت جلیل القدر اولیاء اللہ عیسیٰ موجود تھے اور حضور سیدنا غوث اعظم عیسیٰ وصال فرما چکے تھے۔ آپ عیسیٰ نے حضور سیدنا غوث اعظم عیسیٰ کے مزار پر حاضری کی سعادت حاصل کی اور معتکف ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی عیسیٰ نے بغداد میں حضرت شیخ ابو جعد الدین کرمانی عیسیٰ سے بھی ملاقات کی اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی عیسیٰ سے بھی آپ عیسیٰ کی ملاقات ہوئی اور راز و نیاز کی بے شمار باتیں ہوئیں۔



قصہ نمبر ۲۶

بھوک کے وقت شکار کرتے تھے

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بغداد سے بلخ، بدخشاں، ہرات اور سبزوار تشریف لے گئے۔ بلخ میں آپؒ نے حضرت احمد خضرویہؒ کی خانقاہ میں قیام کیا۔ آپؒ کی عادتِ کریمہ تھی کہ دورانِ سفر تیرکمان، نمک دان اور طباق ساتھ رکھتے تھے اور پھر جب آپؒ کو بھوک لگتی تو کسی پرندہ کا شکار کر کے اپنا پیٹ بھر لیا کرتے تھے۔ ان دن آپؒ بھوکے تھے جب بھوک کی شدت بڑھی تو شکار کی تلاش میں نکلے اور پھر ایک کلنگ ملا جسے آپؒ نے شکار کیا اور ذبح کر کے خادم کے حوالے کیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔



قصہ نمبر ۳۷

پہلی کرامت

روایات میں آتا ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} جس جگہ مقیم تھے اور نماز میں مشغول تھے اور خادم کلنگ کا گوشت بھون رہا تھا تو قریب ہی ایک مشہور فلسفی اور حکیم کی رہائش گاہ تھی جہاں اس کا قائم کردہ مدرسہ بھی تھا اور اس مدرسہ میں دور دراز سے طلباء تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ اس فلسفی کا نام ضیاء الدین تھا۔ جب آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} نماز میں مشغول تھے اور خادم کلنگ بھون رہا تھا۔ حکیم ضیاء الدین فلسفی وہاں سے گزرا اور آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کو نماز پڑھتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور خادم سے پوچھا کہ تم کس کے لئے کباب تیار کر رہے ہو اور یہ کون بزرگ ہیں جو نماز میں مشغول ہیں؟ خادم نے ضیاء الدین فلسفی کی بات سنی تو کہا یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} ہیں۔ ضیاء الدین فلسفی چونکہ فلسفیانہ دلائل کی روشنی میں اولیاء اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی بزرگی اور کرامات کے قائل نہ تھے اور اولیاء اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کا ذکر مضحکہ خیز انداز میں کیا کرتے تھے جس سے لوگوں پر بہت برا اثر پڑتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے نماز سے فارغ ہو کر ضیاء الدین فلسفی پر ایک نظر ڈالی تو وہ بیتاب ہو کر زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور ان پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ ضیاء الدین فلسفی کی آنکھیں کھلی تھیں مگر ہوش و حواس غائب تھے۔ آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے یہ حالت دیکھ کر ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور

اپنا دست شفقت پھیرا تو وہ ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آتے ہی ضیاء الدین فلسفی نے اپنا سر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رکھ دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ضیاء الدین فلسفی کی مزاج پرسی کی۔ اس دوران خادم نے کلنگ بھون کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ پڑھ کر ٹانگ ضیاء الدین فلسفی کو عنایت فرمائی، دوسری ٹانگ کا گوشت اتار کر خود تناول فرمایا اور باقی کا گوشت خادم کے حوالے کر دیا۔

ضیاء الدین فلسفی کے حلق سے گوشت کا پہلا لقمہ اتر ا تھا کہ حقیقت اور معرفت کا آئینہ سامنے نظر آیا۔ عقل اور فلسفہ کے سبب جو خیالات ان کے دماغ میں بھرے ہوئے تھے سب کے سب نکل گئے اور گزشتہ خیالات فاسدہ پر نادم ہوئے اور تائب ہو کر معافی مانگی اور اس کے بعد اپنے تمام شاگردوں سمیت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

جب یہ بات اہل شہر کو معلوم ہوئی تو لوگ جوق در جوق حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ضیاء الدین فلسفی کی حالت بدل گئی تھی اور وہ اپنا سارا وقت عبادت و ریاضت میں گزارنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اسرار و رموز اور ظاہر و باطن کی تعلیم دی، خرقہ درویشی عطا فرمایا اور اپنا جانشین بنا کر ہدایت خلق پر مامور کیا۔



قصہ نمبر ۳۸

کعبہ نگاہوں کے سامنے ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ بلخ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد سمرقند تشریف لے گئے اور وہاں حضرت ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ کے مکان کے قریب ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ ایک شخص قبلہ کی سمت پر بحث کر رہا تھا اور کسی بھی صورت یہ بات ماننے کو تیار نہ تھا کہ قبلہ کی سمت درست ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آپ رحمہ اللہ نے قبلہ کی جانب منہ کرتے ہوئے اس سے فرمایا۔

”سامنے دیکھ کیا نظر آ رہا ہے؟“

اس شخص نے سامنے دیکھا اور کہا۔

”میں کعبہ کو دیکھ رہا ہوں۔“



قصہ نمبر ۳۹

بدخشاں میں ایک بزرگ سے ملاقات کا احوال۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بلخ سے بدخشاں پہنچے۔ بدخشاں میں حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کی اولاد میں سے ایک بزرگ رہتے تھے۔ جن کی عمر ۱۴۰ سال تھی اور ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ آپؒ نے ان سے ملاقات کی۔ آپؒ کے استفسار پر انہوں نے فرمایا میں اس صومعہ میں معتکف ہو کر مجاہدہ نفسانی میں مشغول تھا۔ ایک دن کسی دنیاوی ضرورت سے باہر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ ایک پاؤں نکالا ہی تھا کہ غیب سے آواز آئی۔

”اے مدعی! ہمیں عہد کردہ بودی کہ فراموش کر دی۔“

اس آواز کے سنتے ہی میرا دل بے قرار ہو گیا اور اسی وقت چھری لے کر اپنا پاؤں کاٹ پھینکا۔ اس روز سے دل میں یہ خیال جاگزیں ہے کہ کل قیامت کے دن درویشوں کے سامنے روئے سیاہ لے کر کیونکر جاؤں گا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اس واقعہ کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔



قصہ نمبر ۴۰

اہل ہرات کا فیضیاب ہونا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ بدخشاں سے ہرات تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمہ اللہ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور رات بھر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ اس مزار شریف پر ہیبت خداوندی کا نزول تھا اس لئے آپ رحمہ اللہ ادب کو بہت ملحوظ رکھتے تھے۔ یہاں پر آپ رحمہ اللہ نے عرصہ دراز تک مجاہدہ کیا۔ چند روز بعد جب اہل ہرات کو آپ رحمہ اللہ کا پتہ لگا تو وہ جوق در جوق آ کر فیوض و برکات حاصل کرنے لگے۔



قصہ نمبر ۴۱

شیخ محمد یادگار کا تائب ہونا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہرات سے سبزوار تشریف لے گئے اور ان دنوں سبزوار کا حاکم شیخ محمد یادگار تھا۔ اس کو خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے اس قدر ضد تھی کہ جس شخص کے نام کا کوئی جزو بھی ابو بکر، عمر اور عثمان ہوتا تھا وہ اس کے حاکمانہ عتاب کا نشانہ بنتا تھا۔ شیخ محمد یادگار کا باغ شہر سے باہر تھا۔ اس حوض کے کنارے ایک نشست گاہ تھی جہاں بیٹھ کر شیخ محمد یادگار داد عیش دیا کرتا تھا۔

حسن اتفاق سے جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سبزوار پہنچے تو بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اسی لئے اس باغ میں ٹھہر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حوض میں غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور تلاوت کلام خداوندی میں مشغول ہو گئے۔ اسی دوران اطلاع آئی کہ حاکم شہر شیخ محمد یادگار سیر و تفریح کے لئے باغ میں تشریف لا رہا ہے۔ باغ کے مالی اور خدام نے صفائی اور آرائش شروع کر دی۔ حوض کے کنارے فرش فروش بچھانے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رونق افروز دیکھا۔

خدام چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حوض کے کنارے سے اٹھا دیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی چہرہ دیکھ کر کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی حوض کے کنارے خوشنما اور بیش قیمت

قالینوں کا فرش بچھا دیا اور ہر قسم کا سامان عیش سجا دیا۔ کچھ دیر بعد شیخ محمد یادگار کی سواری آئی۔ خدام مودب کھڑے ہو گئے۔

خدام جانتے تھے کہ شیخ محمد یادگار نہایت بد عقیدہ آدمی ہے اور اولیاء اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتا اور ممکن ہے کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} کو کوئی نقصان پہنچائے۔ ایک خادم نے نہایت ادب کے ساتھ آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی خدمت میں عرض کیا۔

”حضور! اگر حرج نہ ہو تو آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کسی دوسری جگہ تشریف لے جائیں۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے فرمایا۔
”تم کوئی فکر نہ کرو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو۔“

خدام وہاں سے ہٹ کر ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ اب پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد شیخ محمد یادگار آیا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} کو اپنی جگہ دیکھ کر غصہ سے خدام سے مخاطب ہوا۔
”اس فقیر کو یہاں سے کیوں نہیں اٹھایا؟“

خدام خوف کے مارے کانپنے لگا اور اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے شیخ محمد یادگار کی طرف ایک نظر ڈالی تو وہ لرزہ بر اندام ہو کر گر پڑا اور مرغ بسکل کی طرح تڑپنے لگا۔ محفل عیش و نشاط ماتم کدہ بن گئی۔ خدام نظریں جمائے آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کو دیکھ رہے تھے۔

خدام نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} سے مودبانہ التجا کی۔

”حضور! یہ آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے مرتبہ کے شناس نہیں تھے اس لئے ان

سے گستاخی سرزد ہو گئی ان کا قصور معاف فرمادیجئے۔“
حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو تو شیخ محمد یادگار کی اصلاح منظور تھی
اس لئے خادم سے فرمایا۔

”بسم اللہ پڑھ کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارو۔“
خادم نے حکم کی تعمیل کی اور شیخ محمد یادگار کو ہوش آ گیا مگر اب اس کی حالت
بدل چکی تھی اور وہ حکومت کے نشہ سے نکل چکا تھا۔ شیخ محمد یادگار نے حضرت خواجہ
معین الدین چشتیؒ کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور عرض کیا۔
”حضرت میں تمام ممنوعات سے باز آیا آپؒ میری خطا
معاف فرمادیجئے۔“

حضرت خواجہ صاحب معین الدین چشتیؒ نے اپنے دست شفقت سے
اس کا سر اٹھایا اور اصحاب کبار کے مناقب اس انداز میں بیان فرمائے کہ تمام حاضرین
پر رقت طاری ہو گئی۔ اس کے بعد شیخ محمد یادگار نے وضو کر کے دو گانہ شکر ادا کیا اور
آپؒ کے دست حق پر بیعت ہو گئے۔ شیخ محمد یادگار نے اپنا کل مال و اثاثہ آپؒ
کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؒ نے فرمایا۔

”جن لوگوں سے تم نے یہ مال جبراً حاصل کیا ہے اسے ان کو
واپس لوٹا دو تا کہ قیامت کے دن کوئی تمہارا ہاتھ نہ پکڑے۔“
شیخ محمد یادگار نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حکم پر اپنا سارا
مال و دولت ان کے حقیقی مالکان کے حوالے کر دیا اور جو کچھ بچ گیا وہ فقراء میں تقسیم
کر دیا اور اپنے نفس پر عیش و آرام حرام کر کے اپنی منکوہ کو طلاق دے دی۔ اس کے
بعد وہ ہر وقت آپؒ کی خدمت میں رہنے لگا اور آپؒ پر اس قدر عاشق

ہوا کہ جدائی ناقابل برداشت ہو گئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} سبزوار سے چلے تو شیخ محمد یادگار نے آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے ہمراہ جانا چاہا مگر آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} بزرگ تھے اس وقت تو اپنے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا البتہ جس وقت ہندوستان روانہ ہوئے تو شیخ محمد یادگار کو اپنے ساتھ لے گئے۔ شیخ محمد یادگار مدت العمر تک آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے خادم بن کر رہے۔ آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے وصال کے بعد بھی آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے مزار پر خادم بن کر زندگی گزاری اور وصال کے بعد آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے مزار مبارک کے جانب مشرق مدفون ہوئے۔ جہاں ۲۵ اور ۲۶ رجب کو بڑی دھوم دھام سے عرس ہوتا ہے۔



قصہ نمبر ۴۲

حضور داتا گنج بخش ^{رحمۃ اللہ علیہ} سے عقیدت کا اظہار

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} ہندوستان میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجوری المعروف حضور داتا گنج بخش ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور معتکف ہوئے۔ آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے مزار مبارک پر چالیس دن تک چلہ کیا مگر زیارت باسعادت نصیب نہ ہوئی۔ چالیسویں دن آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے حضور داتا گنج بخش ^{رحمۃ اللہ علیہ} سے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کمالاں را راہنما

چنانچہ اس رات حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی ^{رحمۃ اللہ علیہ} کو حضور داتا گنج بخش ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور داتا گنج بخش ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی ولایت ہند پر اپنی مہر ثبت کی اور آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کو سلطان الہند کا خطاب دیا اور اجمیر جانے کا حکم دیا۔ آپ ^{رحمۃ اللہ علیہ} کا شعر آج بھی لوگوں کی زبانوں پر اسی خلوص کے ساتھ جاری ہے اور اس شعر سے حضور داتا گنج بخش ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔



قصہ نمبر ۴۲

پرتھوی راج کی ماں کی پیشین گوئی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی منزل اجمیر تھی چنانچہ لاہور میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر کی جانب عازم سفر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے بارہ برس قبل پرتھوی راج جو کہ ہندوستان کا بادشاہ تھا اسے اس کی والدہ نے آگاہ کر دیا تھا کہ آج سے بارہ برس بعد اجمیر میں ایک درویش اس صورت و شکل اور اس وضع قطع کا چالیس رفقاء کے ساتھ آئے گا۔ اس درویش کے ہاتھوں تیزی سلطنت کا خاتمہ ہوگا۔ پرتھوی راج کی ماں علم نجوم کی ماہر تھی۔ پرتھوی راج نے اسی دور سے اپنا بہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ اس تاریخ سے اگر کوئی مسلمان فقیر اس صورت و شکل کا چالیس رفقاء کے ساتھ ہماری سلطنت میں داخل ہو تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔



قصہ نمبر ۴۴

دربار رسالت مآب ﷺ سے رہنمائی

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ لاہور سے روانہ ہو کر سمانہ پٹیالہ پہنچے تو پرتھوی راج کے سپاہیوں نے آپؒ کو شناخت کر لیا اور حاکم کو اطلاع کر دی۔ حاکم کے حکم سے سپاہیوں نے ازراہ فریب آپؒ سے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو آپؒ کے قیام کی جگہ تجویز کر دیں۔ حاکم سمانہ نے بھی اظہار عقیدت کے طور پر آپؒ کی خدمت میں دعوت نامہ بھیجا۔ آپؒ نے مراقبہ فرمایا اور مراقبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے حکم ہوا۔

”یہ لوگ مکار و دغا باز ہیں۔ ان کی باتوں میں نہ آنا۔“

دربار رسالت مآب ﷺ سے ہدایت پاتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے حاکم سمانہ کی دعوت رد کر دی اور فرمایا۔

”ہم فقیر لوگ ہیں اور ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔“

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

سلطان محمود غزنوی کے حملوں سے تو ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف

نفرت کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔ سلطان شہاب الدین کی شکست نے ان کے حوصلے

بڑھا دیئے۔ تعصب کی اس قدر فراوانی ہو گئی کہ اگر کہیں کوئی مسلمان نظر آ جاتا تو اس

کی تکہ بوٹی کر ڈالتے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سیدھے وہلی پہنچے

اور راج مندر اور راج محل کے مابین ڈیرا لگا دیا۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاء کو دیکھ کر سارے شہر میں غیض و غضب کی لہر دوڑ گئی۔

اس زمانہ میں دہلی پر تھوی راج کے قلعہ اور لال کوٹ کے مجموعہ کا نام تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ﷺ کے زمانے میں دہلی عین اس مقام پر آباد تھا جہاں قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی ﷺ کی لاٹھ موجود ہے۔ اس دہلی کی فصیل کا طول چار میل تھا اور دیواروں کی بلندی خندق سے ۶۰ فٹ اور چوڑائی ۳۰ فٹ تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ﷺ نے دہلی پہنچ کر راج محل اور مندر کے درمیان ڈیرا لگا دیا۔ آپ ﷺ کے روحانی رعب و جلال کی وجہ سے کسی بے دین کو اذیت پہنچانے کی جرأت تو نہ ہوئی مگر شہر کے معززین کا ایک وفد کھانڈے راؤ حاکم دہلی کے پاس جا کر فریادی ہوا۔

”ان مسلمان فقیروں سے دیوتا ناراض ہو رہے ہیں اگر ان لوگوں کو اولین فرصت میں شہر بدر نہ کیا گیا تو دیوتاؤں کا قہر تباہی سلطنت کا باعث ہوگا۔“

کھانڈے راؤ حاکم دہلی نے اسی وقت حکم دیا کہ ان فقیروں کو شہر سے نکال دیا جائے۔



قصہ نمبر ۴۵

سینکڑوں راجپوت مسلمان ہو گئے

حاکم دہلی کھانڈے راؤ کے حکم کی تعمیل کے لئے پولیس کا ایک دستہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بات چیت کی اور حالات دریافت کئے گئے۔ اس پولیس افسر اور اس کے سپاہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و مواظبات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانثار بن گئے۔ ان لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے دوسرے لوگوں میں بھی رغبت پیدا ہوئی اور یوں رفتہ رفتہ چند دنوں میں سینکڑوں راجپوت مسلمان ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور کرامات کا چرچہ سن کر ضرورت مندوں کا تانتا بندھ گیا۔ دہلی میں اسلام کی شمع روشن ہو گئی اور پروانوں کا ہجوم جمع ہونے لگا اور تھوڑے ہی دنوں میں ہندوؤں کی خاصی بڑی تعداد مسلمانوں ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ اعظم قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ و ہدایت کے لئے دہلی چھوڑا اور خود اجمیر کی جانب روانہ ہو گئے۔



قصہ نمبر ۴۶

جاتیرے اونٹ کھڑے ہو گئے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ ۷ محرم الحرام ۵۶۱ھ کو اجمیر میں داخل ہوئے اور شہر سے باہر ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمانے کا ارادہ کیا۔ ابھی آپ رحمہ اللہ کے ساتھی سامان بھی نہ رکھنے پائے تھے کہ پرتھوی راج کے ایک فرعون صفت ملازم نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا یہاں سامان نہ اتارو یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔ یہ سن کر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا ہمیں اونٹوں سے کیا غرض وہ یہاں بیٹھتے رہیں گے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں انا ساگر کے کنارے اس پہاڑی پر تشریف لے گئے جہاں آپ رحمہ اللہ کی چلہ گاہ ہے۔ شام ہوئی تو راجہ کے اونٹ اس جگہ آکر بیٹھ گئے اور ایسے بیٹھے کہ اٹھنے کا نام نہ لیا۔ راجہ کے ملازموں نے بہت کوشش کی، خوب مارا پیٹا مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر ملازم دوڑتے ہوئے راجہ کے پاس آئے۔ ملازموں کی زبان سے آپ رحمہ اللہ کی تشریف آوری اور اونٹوں کا واقعہ سن کر پرتھوی راج کے پیروں تلے زمین نکل گئی اور وہ تھوڑی دیر سوچ بچار کے بعد کہنے لگا۔

”علاج اپن غیر آن نیست کہ پیش ہماں درویش بردی و سر خود

در پیش پایش باغالحاج نہائی۔“

”اسی مصیبت کا علاج اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ تو اس درویش

کے پاس جا کر اپنا سر اس کے قدموں میں رکھ کر شاندار عاجزی کا اظہار کر۔“

چنانچہ ملازموں نے ایسا ہی کیا اور پرتھوی راج اپنی ماں کی پیشین گوئی سے پہلے ہی خائف تھا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اجمیر آمد سے اسے کامل یقین ہو گیا تھا کہ ان کا مقابلہ اس کے بس کا کام نہیں ہے۔ سرحد اور اندرون ملک کے انتظام کے باوجود اس فقیر کا صحیح سالم پہنچ جانا یقیناً موت کا پیغام تھا مگر وہ راجہ تھا اور ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ، حکومت، طاقت اور دولت اس کے پاس تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بلا سبب ہتھیار ڈالنا اس کی شان کے خلاف تھا مگر پھر بھی اسے دے الفاظ میں اسے حقیقت اور بے بسی کا اقرار کرنا پڑا اور ملازموں سے یہ بات کہے بغیر نہ رہا گیا کہ ان فقیروں کو راستہ سے ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ اس تازہ مصیبت کا علاج یہی تھا کہ اس فقیر کے قدموں میں سر رکھ کر عاجزی سے کام لے کر اپنا مطلب نکالے تاکہ رسوائی سے بچ سکے۔

ملازموں نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ کر معافی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
”برو شترانت بر خاستاند۔“

”جاتیرے اونٹ کھڑے ہو گئے۔“

ملازموں نے واپس آ کر دیکھا تو اونٹ کھڑے تھے۔ ملازموں نے راجہ کو

اطلاع کی اور پرتھوی راج اس کرامت کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔



قصہ نمبر ۴۷

ہندو گوالا مسلمان ہو گیا

جس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے انا ساگر کے کنارے ایک سایہ دار پیڑ کے نیچے قیام فرمایا وہاں ایک گوالا راجہ کی گائیں چرا رہا تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے گوالے سے فرمایا ہمیں دودھ پلاؤ۔ گوالے نے کہا یہ راجہ کے گایوں کی بچھیاں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دودھ نہیں دیتی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے ایک بچھیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اس بچھیا کا دودھ لے آؤ۔ گوالا حیرانگی کے عالم میں اس بچھیا کے پاس گیا اور بچھیا کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دیکھتے ہی دیکھتے بچھیا کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپ رحمہ اللہ کی کرامت سے اس بچھیا نے اس قدر دودھ دیا کہ آپ رحمہ اللہ اور آپ رحمہ اللہ کے رفقاء نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ آپ رحمہ اللہ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ ہندو گوالا مسلمان ہو گیا۔



قصہ نمبر ۴۸

دشمن بے حس و حرکت ہو گئے

اناساگر کے کنارے جس جگہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے قیام کیا وہاں بے شمار مندر تھے اور ان مندروں میں قریباً ایک ہزار بت تھے اور ان کے پچاریوں کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی۔ ان مندروں میں روشنی کا انتظام پرتھوی راج کی جانب سے تھا اور ان مندروں میں روزانہ ساڑھے تین من تیل جلایا جاتا تھا اور ان مندروں میں ایک مندر خاص پرتھوی راج کا تھا جس کے اخراجات کے لئے پرتھوی راج کی جانب سے کئی گاؤں وقف تھے۔ اس مندر کا نام راج مندر تھا جس میں راجہ، امراء اور اشراف ہنود کے علاوہ عوام کو داخلہ کی اجازت نہ تھی۔ ان مندروں کے قریب ہی آپؒ اور آپؒ کے رفقاء تالاب میں وضو کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اجمیر کے ہنود خصوصاً برہمنوں کو یہ باتیں سخت ناگوار گزرتی تھیں۔ برہمنوں نے پرتھوی راج سے شکایت کرتے ہوئے کہا۔

”ایک مسلمان فقیر اور اس کے چند ساتھی اناساگر کے کنارے

مندروں کے قریب ٹھہرے ہوئے ہیں یہ لوگ ہمارے مندروں

اور تالابوں کو نجس کرتے ہیں اس سے ہمارا دھرم بگڑتا ہے۔“

پرتھوی راج نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان فقیروں کو مندروں کے پاس

سے ہٹا دو۔ اوہر کسی شخص نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اس کی خبر دے

دی کہ برہمنوں نے آپ رحمہ اللہ کی شکایت پر تھوی راج سے کی ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے مطمئن لہجے میں فرمایا۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

پر تھوی راج کے حکم کی تعمیل کے لئے پولیس کا ایک دستہ جس کے ساتھ اہل ہنود بالخصوص برہمنوں کا ایک جم غفیر تھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کو انا ساگر کے کنارے سے اٹھانے کے لئے روانہ ہوا۔ پولیس نے آپ رحمہ اللہ سے کہا۔
”یہاں سے اٹھ کر فوراً شہر سے باہر نکل جائیں ورنہ طاقت سے شہر سے باہر نکال دیئے جائیں گے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے اس بیہودہ بکواس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پولیس اور برہمنوں نے طاقت استعمال کرنا چاہی مگر جو نہی پولیس اور برہمن آپ رحمہ اللہ پر حملہ کے لئے آگے بڑھے تو آپ رحمہ اللہ نے ایک مٹھی خاک پر آیت الکرسی پڑھ کر حملہ آوروں کی جانب پھینک دی۔

سیر الاقطاب میں یہ واقعہ یوں منقول ہے۔۔۔

”سرکاری آدمی اور برہمن ہتھیار، لاٹھی اور گوبچن وغیرہ لے کر روانہ ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس ہجوم کا مقصد آپ رحمہ اللہ کو تکلیف پہنچانا تھا۔“
اس عبارت کا مفہوم ہے۔

”کفار، جمہور کا ارادہ صرف حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا شہر سے اخراج ہی نہ تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ آپ رحمہ اللہ کو آپ رحمہ اللہ کے رفقاء سمیت قتل کر دیں۔“

بہر حال حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی جانب پھینکی اور جس شخص پر اس خاک کے ذرے پڑے وہ دیوانہ ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا اور وہ بے حس و حرکت ہو گئے۔ دشمنوں میں بھکڑ مچ گئی اور لوگ بھاگتے دوڑتے ہوئے پر تھوی راج کے پاس پہنچے اور سارا حال بیان کیا اور کچھ لوگوں نے مندروں میں چھپ کر پناہ لی۔



قصہ نمبر ۴۹

رام دیو مسلمان ہو گیا

گزشتہ واقعہ سے کفار کی عاجزی اور بے بسی نمایاں ہو چکی تھی اور یہ حقیقت الم نشرح ہو چکی تھی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا مقابلہ دشوار ہے۔ اس لئے جنگ چھوڑ کر برہمنوں نے ایک اور راستہ اختیار کیا اور وہ مندرزوں کے سب سے بڑے پجاری رام دیو مہنت کے پاس گئے اور اس سے تمام حالات بیان کئے اور مدد کی درخواست کی۔ رام دیو نے ساری کہانی سن کر بڑی دیر تامل کے بعد کہا۔

”یہ فقیر بڑا صاحب کمال اور پہنچا ہوا ہے اور میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔“

رام دیو سحر و ساحری کا بھی استاد تھا اس نے کہا۔

”ہاں! البتہ! اس فقیر کا مقابلہ سحر و ساحری سے ممکن ہے۔“

چنانچہ رام دیو نے تمام پجاریوں کو سحر کے منتر تعلیم کئے اور انہیں بتلایا کہ ان مندروں کے سامنے یہ فقیر نہ ٹھہر سکے گا۔ سحر و ساحری کی تعلیم کے بعد رام دیو اپنے شاگردوں کے ہمراہ انا ساگر کے کنارے آیا۔ رام دیو سب سے آگے تھا اور اس کے پیچھے تمام پجاری اور شاگرد تھے۔ جس وقت رام دیو اور اس کے شاگردوں نے افسوں پڑھنا شروع کیا۔ کسی خادم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”سحر کار گر نہ ہوگا، یہ دیوراہ راست پر آجائے گا۔“

یہ فرما کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی سی دیر میں رام دیو اور اس کے ساتھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل قریب آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز سے فارغ ہو کر جونہی اس مجمع پر نظر ڈالی وہ سب اپنی جگہ پر رک گئے، ان کی زبانوں پر تالے پڑ گئے اور قوت رفتار و گفتار سلب ہو کر رہ گئی۔

رام دیو، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ اپنی زبان سے رام رام کہنا چاہتا تھا مگر زبان سے رحیم رحیم نکلتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر پجاریوں نے رام دیو کو نصیحت کرنی شروع کر دی مگر اس کی یہ حالت تھی کہ لکڑی، ڈنڈا اور پتھر جو بھی ہاتھ لگا، پجاریوں پر پل گیا اور بیسیوں پجاریوں کے سر پھاڑ دیئے، ہاتھ پیر توڑ دیئے جس کے بعد پجاری بھاگ گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کے ہاتھ پیالہ پانی سے بھرا رام دیو کے پاس بھیجا۔ رام دیو بہ شوق تمام پانی پی گیا۔ پانی کا پینا تھا کہ اس کے دل سے کفر کی ظلمت محو ہو گئی اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا، توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ رام دیو کے مسلمان ہونے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور اس کا نام شادی دیو رکھا۔



بہت

قصہ نمبر ۵۰

بے پال جوگی

شادی دیو کے قبول اسلام سے پرتھوی راج کو یقین ہو گیا کہ یہ فقیروں کی نہیں بلکہ بکے جادوگروں کی جماعت ہے اور کوئی بڑا جادوگر ہی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ پرتھوی راج نے اپنے زمانے کے سب سے بڑے جادوگر بے پال کو مقابلہ پر معذور کیا۔ بے پال جوگی ہندوستان کا سب سے بڑا جادوگر تھا۔ اس کے ڈیڑھ ہزار چیلے تھے۔ ان میں سے ستر چیلے نفوس بکے فسوگر تھے اور باقی اپنے اپنے کاموں میں ماہر اور استاد تھے۔

بے پال، پرتھوی راج کا خاندانی گورو تھا۔ پرتھوی راج کی نظر میں اس کی بے پناہ عزت تھی اور وہ اس کا بے حد احترام کیا کرتا تھا۔ بے پال علم نجوم، رمل کا بھی بہت بڑا ماہر تھا۔ پرتھوی راج نے بے پال کو اپنے دربار میں بلوایا اور تمام حالات بیان کئے اور اس سے مدد کی درخواست کی۔ بے پال کو اپنے علم و کمال پر پورا اعتماد تھا اس نے کہا۔

”خاطر جمع رکھو میں اس فقیر کو اجمیر سے نکال کر رہوں گا۔“

یہ کارروائی چونکہ رعایا اور راہی کے اشتراک عمل سے ہو رہی تھی۔ پجاری اور برہمن خوش تھے اب یہ فقیر بے پال کی فسوں کاری کا کہاں تک مقابلہ کر سکے گا اور لاچار اور مجبور ہو کر اجمیر سے چلا جائے گا۔ بے پال نے اپنے تمام چیلوں کو جمع کیا

اور ان کو سحر کاری کا سامان فراہم کیا۔ اس کے بعد وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ ادھر کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دے دی کہ جے پال مقابلہ کیلئے آرہا ہے۔

شادی دیو اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ بگوش غلام بن گیا تھا اور ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شادی دیو کو حکم دیا کہ جاؤ اور یہ پیالہ انا ساگر کے پانی سے بھراؤ۔ شادی دیو نے جو نہی وہ پیالہ تالاب میں ڈبویا تو تالاب کا سارا پانی اس پیالہ میں آ گیا اور تالاب میں ایک قطرہ پانی کا نہیں رہا اور پیالہ پھر بھی نہ بھرا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کا وہ پیالہ اپنے پاس رکھ لیا۔ اسی پانی کے پیالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہمراہی اپنی تمام ضروریات پوری کرتے تھے اور اس میں ذرا برابر بھی کمی واقع نہ ہوتی تھی۔ اس پیالہ میں پانی بھرنے سے نہ صرف انا ساگر کا پانی خشک ہوا بلکہ اجمیر شہر میں جتنے کنویں تھے سب کے سب خشک ہو گئے۔ شیر خوار بچوں کی ماؤں کے پستانوں میں دودھ نہ رہا۔ دودھ دینے والے جانوروں کے بچے دودھ خشک ہو جانے کی وجہ سے بلبلائے لگے۔ سارے شہر میں کہرام مچ گیا۔ پیاس کی وجہ سے سارے شہر کے آدمی اور جانور بے تاب ہو گئے اور پرتھوی راج کی پریشانی کا جال تو نہ پوچھو۔

جے پال جوگی بھی پیاس سے مرنے لگا تو انا ساگر کے کنارے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا۔

”مخلوق خدا شدت تشنگی سے مر رہی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فقیر ہیں۔ فقیر رحیم و کریم ہوتے ہیں اور اپنے رحم و کرم سے مخلوق خدا

کو پیاسا مرنے سے بچا لو۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا بحر کرم جوش میں آگیا اور آپ رحمہ اللہ نے شادی دیو سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”جاؤ یہ پیالہ پانی کے تالاب میں الٹ دو۔“

شادی دیو نے جونہی پانی کا پیالہ تالاب میں ڈالا زمین سے چشمے ابنے لگے چشم زدن میں تالاب پانی سے لبالب بھر گیا۔



قصہ نمبر ۵۱

جے پال کی ہٹ دھرمی

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی کرامت دیکھ کر جے پال جوگی کو اپنی حرکت اور ہٹ دھرمی سے باز آ جانا چاہئے تھا مگر وہ باز نہ آیا۔ جے پال نے اپنے چیلوں کو حکم دیا۔

”اپنا کام شروع کرو اور اپنے ہنر دکھاؤ۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اپنے رفقاء کے گرد عصائے مبارک سے حصار کھینچ دیا اور فرمایا۔

”اس حصار سے باہر نہ جانا جاوے گا رہ جائے گا۔“

پہاڑ کی جانب سے ہزاروں سانپ حصار کی طرف دوڑے مگر حصار کے نزدیک پہنچ کر بے بس ہو گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے حکم دیا۔

”ان سانپوں کو بے خوف و خطر پکڑ کر پہاڑوں کی طرف پھینک دو۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور یہ سانپ جس جگہ جا کر گرے اس جگہ زمین پر ایک درخت برآمد ہو گیا۔

جے پال خود بھی میدانِ عمل میں سرگرم تھا۔ سحرکاری کی حسرتناک ناکامی کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ جے پال دل ہی دل میں سخت نادم اور شرمندہ ہوا کہ آج میری

ساری عزت خاک میں مل گئی۔ آج کے بعد میری عزت کون کرے گا؟ میں پر تھوی راج کو کیا جواب دوں گا اور پر تھوی راج کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا؟ اس کے بعد بے پال کے چیلوں نے یہ حربہ استعمال کیا کہ آسمان سے آگ برسانی شروع کر دی۔ آگ کے تودوں کے انبار لگ گئے مگر ایک چنگاری بھی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے لگائے گئے حصار کے اندر داخل نہ ہو سکی۔



قصہ نمبر ۵۲

بے پال، خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ

کے قدموں میں

بے پال جوگی کی ہٹ دھرمی برقرار تھی اس نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا

”اب میرا اور تمہارا مقابلہ باقی رہ گیا ہے بہتر یہ ہے کہ تم اجیر چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ آسمان پر جا کر تمہارے اوپر اس قدر بلائیں برساؤں گا کہ تم سنبھل نہ سکو گے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ذیل کا شعر پڑھا۔

تو کار زمین رانگو ساختی

کہ با آسمان نیز پر داختی

یہ سن کر بے پال جوگی دل ہی دل میں شرمندہ ضرور ہوا مگر اسے پر تھوی

راج کی ناراضگی کا بھی ڈر تھا لہذا وہ ہرن کی کھال ہوا میں پھینک کر اس پر بیٹھ گیا اور

آسمان کی طرف پرواز کرنے لگا پھر وہ نظروں سے غائب ہو گیا اور لوگ حیران رہ

گئے کہ دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں

کو حکم دیا۔

”جاؤ اس کافر اور مردود کو مارتے مارتے ہوئے زمین پر لے آؤ۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی دیر تھی کہ کھڑائیں ہوا میں اڑنے لگی۔ لوگوں کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں میں بے پال جوگی زمین پر اترتا ہوا نظر آیا۔ بے پال کے منہ پر کھڑائیں پڑ رہی تھیں اور پٹے پٹے اس کا حال برا ہو چکا تھا۔ بے پال جوگی زمین پر اتر آیا اور فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا، معافی مانگنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پیالہ پانی کا دیا۔ پانی پیتے ہی اس کے دل سے کفر کی سیاہی دور ہو گئی اور وہ صدق دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔

”بے پال! تمہارے دل میں کوئی آرزو ہو تو بیان کرو۔“

بے پال نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض کیا۔

”حضور! حق کے طالب ریاضت و مجاہدات سے جس مقام پر پہنچتے ہیں مجھے بھی وہ مقام عطا فرمایا جائے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”یہ مرتبہ فقراء کی صحبت اور ہم نشینی کے بعد ہی ملتا ہے۔“

بے پال نے عرض کیا۔

”حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ درست ہے میری

دلی آرزو ہے میں اس مقام کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کروں۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں

کھول کر بے پال پر نظر ڈالی تو فوراً عالم ظاہر اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب

ہو گئے۔ بے پال نے عالم باطن میں دیکھا کہ آپ رحمہ اللہ آسمان کی جانب محو پرواز ہیں اور بے پال ان کے پیچھے ہے، آسمان طے ہوتے چلے جا رہے تھے۔ بے پال کو فرشتے تعاقب سے روک دیتے ہیں اور وہ فریاد کرتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ متوجہ ہوتے ہیں تو غیب سے ندا آتی ہے۔

”بے پال کو معین الدین (رحمہ اللہ) کی دوستی کی وجہ سے آگے جانے دو۔“

پھر وہ چلتے چلتے ایسے مقام پر پہنچے جہاں لطافت اور نزاکت بیان نہیں کی جاسکتی۔ وہاں فرشتوں کی بہت سی جماعتیں نظر آئیں۔ یہ فرشتے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی تکریم اور تعظیم کرتے ہوئے پکارتے تھے۔

”اللہ کا دوست معین الدین (رحمہ اللہ) آیا ہوا ہے کیا ہی خوش

نصیب ہو گا وہ آدمی جو ان کی خدمت سے فیضیاب ہوا ہو۔“

اس مقام پر پہنچ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”اس راہ میں اس سے بھی زیادہ اور باریک مقامات ہیں یہاں

تک تو تو آ گیا ہے یہاں سے آگے تجھے جانے نہ دیں گے ابھی

تجھ میں ان مقامات تک جانے کی استعداد پیدا نہیں ہوئی بہتر

یہ ہے کہ اس مقام سے واپس چلا جا۔“

بے پال نے عرض کیا۔

”غلام تعمیل حکم کے لئے حاضر ہے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”اپنی آنکھیں بند کر لو۔“

پھر کچھ دیر بعد فرمایا۔

”اپنی آنکھیں کھول دو۔“

جے پال نے آنکھیں کھولیں تو اسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اور حضرت خواجہ معین

الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی جگہ پر ہی موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”اب تو تمہاری دلی آرزو پوری ہو گئی ہے اور کوئی آرزو ہے تو

بیان کرو۔“

جے پال نے عرض کیا۔

”حضور! بس میری ایک ہی عرض ہے کہ مجھے دائمی حیات عطا ہو

میں ہمیشہ زندہ رہوں۔“

اس بات میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو تامل ہوا اور مراقبہ

فرمایا۔ حکم ہوا۔

”اے معین الدین رحمۃ اللہ علیہ! جے پال کے حق میں تم جو مانگو

گے وہ قبول ہو گا تم مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں کھول دیں، دو گانہ ادا کی

اور دعا فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو بھی دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے جے پال کو پاس بلا کر اس کے سر اور چہرہ پر دست شفقت پھیرا۔ اس کو خوشخبری

سنائی۔

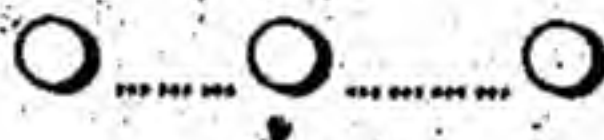
”تو قیامت تک زندہ رہے گا لیکن لوگوں کی نظروں سے غائب

ہو کر۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جے پال کا اسلامی نام حضرت خواجہ معین الدین چشتی

رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رکھا۔ وہ اسی نام سے مشہور ہوئے اور زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کی ملاقات بہت سے لوگوں سے ہوتی ہے۔ وہ اجمیر شریف کے پہاڑوں میں رہتے ہیں اور بھولے بھٹکے ہوئے مسافروں کی راہنمائی کرتے ہیں، مصیبت کے وقت کام آتے ہیں۔

جے پال جوگی کہاں تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمنوں میں سے تھا اور کہاں وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی برکت سے کاملین میں سے ہو گیا۔ سیر الاقطاب میں ہے کہ وہ ہر جمعہ کی شب کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں۔



قصہ نمبر ۵۳

پرتھوی راج کو دعوتِ توحید

جب پرتھوی راج ہر ممکن تدبیر استعمال کر کے عاجز ہو گیا تو شادی دیو اور عبد اللہ بیابانی رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ سے درخواست کی۔

”اب آپ رحمہ اللہ کو شہر میں قیام کرنا چاہئے تاکہ مخلوق خدا آپ رحمہ اللہ کے ظاہری و باطنی فیض سے فیض یاب ہو سکے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ آپ رحمہ اللہ نے شیخ محمد یادگار رحمہ اللہ کو حکم دیا شہر میں رہائش گاہ کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کرو۔ شہر میں جا کر شیخ محمد یادگار رحمہ اللہ نے وہ جگہ تجویز کی جہاں آپ رحمہ اللہ کا مزار مبارک ہے اور یہ جگہ دراصل شادی دیو کے رہنے کی تھی چنانچہ آپ رحمہ اللہ انا ساگر کے کنارے سے اٹھ کر اس مقام پر رہائش پذیر ہو گئے۔

شہر میں قیام کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے اتمامِ حجت کے لئے پرتھوی راج کے نام دعوتِ نامہ اسلام ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

”اے سنگ دل راجہ تیرا اعتقاد جن لوگوں پر تھا وہ اللہ عز و جل کے فضل و کرم سے مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو بھی اپنی بھلائی چاہتا ہے تو مسلمان ہو جا ورنہ ذلیل و خوار ہو گا۔“

پرتھوی راج پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی دعوت کا کوئی اثر نہ

ہوا اور قاصد واپس آ گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مراقبہ کیا اور بڑی دیر تک آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے اس کے بعد آنکھیں کھول کر فرمایا۔

”اگر یہ بد بخت اللہ عزوجل پر ایمان نہ لایا تو اسے زندہ گرفتار کر کے اسلامی لشکر کے حوالے کر دوں گا۔“



قصہ نمبر ۵۴

درباری مسلمان کی سفارش

پرتھوی راج کا جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ پر زور نہ چلا تو اس نے مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے شروع کر دیے۔ پرتھوی راج کا ایک درباری بھی مسلمان ہو چکا تھا۔ پرتھوی راج نے اسے طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ اس مسلمان درباری نے آپ رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ آپ رحمہ اللہ پرتھوی راج سے میری سفارش کیجئے تاکہ میں آئے دن کی مصیبتوں سے نجات حاصل کر سکوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے اپنے ایک خاص قاصد کے ذریعے پرتھوی راج کے پاس سفارشی پیغام بھیجا تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور آپ رحمہ اللہ کو برا بھلا کہنے لگا۔



قصہ نمبر ۵۵

پرتھوی راج کی ہٹ دھرمی قائم رہی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ پرتھوی راج نے سحر و ساحری سے کیا اور شکست فاش ہونے کے بعد بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ شادی دیو (جو باشندگان اجمیر کا معبود تھا) اور بے پال جوگی دونوں مسلمان ہو گئے۔ سینکڑوں ہندو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد لوگوں کا ایک جم غفیر رہنے لگا تھا اور روز بروز معتقدین اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تھا۔ پرتھوی راج دل ہی دل میں اس پر کھڑکھاتا تھا وہ سوچتا رہتا تھا کہ اس فقیر کو اجمیر سے نکالنے کے لئے کون سی راہ اختیار کروں؟ تشدد اور مشکلات کھڑی کر کے اور جن صورتوں سے مقابلہ ممکن تھا اس نے کیا مگر کوئی بھی تدبیر موثر نہ ہوئی اور وہ حیران و پریشان تھا کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔

ایک دن پرتھوی راج اپنے قلعہ کی برجی پر کھڑا تھا اور مصروف نظارہ تھا کہ سامنے سدا بہار پہاڑی پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گرد لوگوں کا جم غفیر نظر آیا۔ پرتھوی راج نے انتہائی غصہ کی حالت میں ایک راجپوت سردار کو حکم دیا۔
 ”ایک پولیس کا دستہ ہمراہ لے کر جاؤ اور اس پورے مجمع کو گرفتار کر لاؤ، اس فقیر سے کہو کہ کل تک اجمیر خالی کر دے اور تمام شہر میں منادی کروادو اس اعلان کے بعد مسلمان فقیر کے پاس جانا

ممنوع قرار دے دیا گیا ہے جس نے حکم کی خلاف ورزی کی

اسے سزا دی جائے گی اور اس کا گھر بار برباد کر دیا جائے گا۔“

راجپوت سردار نے پرتھوی راج کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سدا بہار پہاڑی کا محاصرہ کر لیا اور تمام مجمع کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کو پرتھوی راج کا حکم سنایا گیا کل تک اجمیر خالی کر دیں۔ یہ سن کر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”ہم خلق اللہ کی غمخواری کے لئے آئے ہیں رائے چھوڑا ہمارے

کام میں کیوں دخل انداز ہوتا ہے۔ اس سے کہہ دینا کہ تین دن

میں معلوم ہو جائے گا کہ میں اجمیر سے نکلتا ہوں یا وہ۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ روزہ سے تھے، حاضرین کی گرفتاری

آپ رحمہ اللہ کو شاق گزری۔ آپ رحمہ اللہ مغرب تک مصلے پر مراقبہ کئے بیٹھے رہے پھر

روزہ افطار کیا اور نماز سے فارغ ہو کر پھر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ حق تعالیٰ نے دور استبداد

کے خاتمہ کی بشارت دی۔ آپ رحمہ اللہ نے مراقبہ سے سراٹھایا۔ حق تعالیٰ سے دریافت

کرنے پر غیب سے آواز آئی۔

”ہم نے پرتھوی راج سے تمام اختیارات کی باگ دوڑ لے کر

شہاب الدین غوری کے ہاتھ میں دے دی۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کو اجمیر شہر سے نکل جانے کے حکم

دینے کے بعد اگلے روز پرتھوی راج قلعہ کی برجی پر یہ دیکھنے کے لئے چڑھا کہ آپ

رحمہ اللہ یہاں سے چلے گئے ہیں کہ نہیں تو اسے گوگرا گھائی کی طرف سے دو سائڈنی

سوار تیزی سے آتے ہوئے دکھائی دیے۔ پرتھوی راج سمجھ گیا کہ کوئی خاص خبر لائے

ہیں۔ پرتھوی راج کو آپ رحمہ اللہ کا دیکھنا بھی یاد نہ رہا اور فوراً اتر کر اپنے محل میں آ گیا

اور محل میں آکر قاصدوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں قاصد دربار میں آئے اور پرتھوی راج کی خدمت میں کھانڈے راؤ کا خط اور ساتھ میں سلطان شہاب الدین غوری کا اعلان جنگ پیش کیا۔

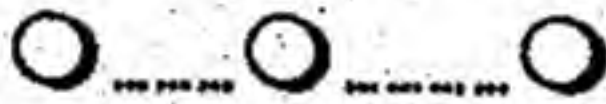
پرتھوی راج نے خط اور اعلان جنگ پھاڑ کر کھانڈے راؤ کو نکھا۔

”آس پاس کے تمام راجاؤں کو ملا کر متحدہ طاقت سے مقابلہ

کے لئے تیار ہو جاؤ۔“

اور پھر خود بھی پرتھوی راج نے بھی اپنے لشکر کو جنگ کی تیاریاں کرنے کا

حکم دے دیا۔



قصہ نمبر ۵۶

فتح کا دار و مدار قلت و کثرت پر نہیں

جس دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے تھے۔

”میں نے پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کر کے شاہ اسلام کے حوالے کیا۔“

اس رات سلطان شہاب الدین غوری جو کہ اس وقت خراسان میں تھانے خواب میں دیکھا کہ وہ سلطان موصوف ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے فرما رہے ہیں۔

”اے شہاب الدین! حق تعالیٰ نے تجھے ہندوستان کی بادشاہت اور سلطنت عطا فرمائی ہے، جلد ہندوستان کی طرف متوجہ ہو اور اس بد بخت راجہ کو زندہ گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔“

خواب سے بیدار ہو کر سلطان موصوف نے غور کیا اور اہل علم و فضل سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ وہ حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ ابھی کچھ دن ہوئے کہ ہندوستان میں مجھے شکست ہو چکی ہے اور یہ مرد بزرگ کون صاحب ہیں اور مجھے ہندوستان کی بادشاہت اور سلطنت کیسے مل گئی؟ بحر حال! یہ خواب سن کر دانا اور صاحب علم و فضل حضرات خوشی سے اچھل پڑے اور سلطان موصوف کو مبارک باد دی اور فتح و کامرانی

کی نوید سنائی۔

سلطان شہاب الدین جس دن سے ہندوستان سے شکست کھا کر لوٹا تھا اس دن سے اس کے دل میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے اور خفیہ طور پر جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھا لیکن کسی کو علم نہ تھا کہ وہ ہندوستان پر کب حملہ آور ہوگا؟

سلطان شہاب الدین غوری نے شکست کے دن سے آج تک کپڑے نہیں بدلے تھے نہ ہی حرم سرا میں بستر پر سویا تھا۔ اس خواب نے سلطان موصوف کے دل میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا کیا۔ آٹھویں دن وہ روانہ ہو گیا اور پشاور پہنچ کر پٹھان سرداروں سے ترقی اور منصب کا وعدہ کر کے گزشتہ سال کے داغ بدنامی کو دھونے کی تلقین کی اور پھر ملتان میں بھی چند روز قیام کیا۔ دربار عام منعقد ہوا سلطان شہاب الدین نے تمام چھوٹے بڑے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے تقریر کر کے فرمایا۔

”پچھلے سال بدنامی کا جو داغ اسلام کے ماتھے پر لگا تھا وہ

حاضرین سے مخفی نہیں ہے۔ اس لئے موقع ہے اور ہر مسلمان پر

فرض ہے کہ اسے تلوار کے پانی سے دھو کر صاف کرے۔“

تمام سرداروں نے تلوار کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیئے۔ ملتان سے

روانہ ہو کر سلطان موصوف لاہور آیا۔ سید توام الملک رکن الدین کو اپنا سفیر بنا کر پرتھوی

راج کے پاس خط دے کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

”رائے ہتھورا جو راجگان ہند کا مہاراجہ ہے کو تحریر کیا جاتا ہے

کہ وہ اسلام کی اطاعت قبول کرے اور ملک کو آماجگاہ فتنہ و فساد

نہ بنائے یہ ملک اللہ کا ہے اور اسی کا حکم نافذ ہوگا ورنہ تلوار فیصلہ

کرے گی۔“

پرتھوی راج نے اس خط کا نہایت تلخ جواب دیا اور تمام راجگان ہند کے نام گشتی تحریر جاری کی کہ سلطان شہاب الدین کا مقابلہ کرنے کے لئے فوراً تیار ہو جاؤ اور پھر تھوڑے ہی دنوں میں تین لاکھ راجپوتوں کا لشکر پرتھوی راج کے جھنڈے تلے جمع ہو گیا۔ ادھر پرتھوی راج کی متحدہ فوج چلی تو ادھر سلطان شہاب الدین غوری کا لشکر آگے بڑھا۔ سردستی ندی کے دونوں کناروں پر خیمہ زن ہوئے۔

اسی اثناء میں سلطان شہاب الدین غوری کو پرتھوی راج کا خط ملا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار کو جاسوسوں کے ذریعہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ست دھرم کی رکشا کیلئے ہمارے پاس آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ لشکر ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے دھرم رکھشک چلے آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک ایسا بہادر راجپوت بھی ہے جس کی تلوار سے کابل اور قندھار تے پناہ مانگی ہے۔ تم ان ترک بچوں اور افغان جوانوں پر رحم کھاتے ہوئے یہاں سے لوٹ جاؤ ورنہ یاد رکھو ہمارے پاس بے شمار سامان موجود ہے۔ تمہارا ایک بھی سپاہی زندہ واپس نہ جائے گا۔ سلطان شہاب الدین غوری خط کو پڑھ کر خاموش ہو گیا۔ اسے یقین اور اعتقاد تھا کہ فتح کا دار و مدار قلت و کثرت پر نہیں ہے بلکہ

کَمُ مِنْ فِیْہِ قَلِیْلَۃٌ عَلَبَتْ فِیْہِۃٌ کَثِیْرَۃٌ بِاِذْنِ اللّٰہِ

پر ہے اور فتح میری ہی ہوگی۔ شہاب الدین غوری کے پاس صرف ایک لاکھ ستر ہزار فوج تھی۔



قصہ نمبر ۵۷

سلطان شہاب الدین کو فتح کی بشارت

۲۷ محرم ۵۸۸ھ کی صبح دونوں طرف صف بندی شروع ہوئی اور صف بندی مکمل ہونے کے بعد راجپوتوں نے طبل جنگ بجا کر تیر اندازی شروع کر دی۔ لڑتے لڑتے دوپہر ہو گئی، گرمی کا موسم اور پھر اثر دھام کی حرارت جنگ طول پکڑتی رہی۔ پرتھوی راج کی فوج لڑتے لڑتے تھک گئی قریب تھا کہ بھگدرچ جاتی ہندوستان کے سرداروں نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے تلہی کی پتے چبائے اور قسمیں کھائیں مرجائیں گے مگر میدان جنگ سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ جنگ کی آگ تیز بڑھکنے لگی۔ سلطان شہاب الدین غوری گھوڑے کی پشت پر میدان جنگ کا نظارہ کر رہا تھا یکایک اس پر غنودگی طاری ہو گئی۔ عالم رویا میں نظر آیا کہ ایک بہت ہی بڑی اور شاندار مسجد ہے اور نماز جمعہ ہو رہی ہے۔ شہاب الدین غوری بھی نماز میں شریک ہے۔ نماز کے بعد خطیب نے شہاب الدین کا شانہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”معز الدین! اٹھو یہ سونے کا وقت نہیں کارکنان قضاء و قدر نے فتح و نصرت تمہارے لئے مقدر کر دی ہے غم نہ کرو اور اللہ عز و جل تمہارے ساتھ ہے۔“

یہ بشارت سنتے ہی سلطان شہاب الدین غوری کی آنکھ کھل گئی، فوج کی طرف نظر ڈالی تو وہی بزرگ فوج کی نگرانی کر رہے تھے۔

گرمی کے دن تھے۔ تیز دھوپ پر رہی تھی۔ دونوں طرف کے سپاہیوں کے بازو لڑتے لڑتے شل ہو گئے۔ جنگ ایسے نازک مرحلے میں داخل ہو گئی کہ ذرا سی غفلت سے شکست کا سامنا ہو سکتا تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے خاصہ فوج کے بارہ ہزار سواروں کو چھ صفوں میں ترتیب دے کر پرتھوی راج کی فوج پر ہلہ بول دیا۔ راجپوتوں کے بدست ہاتھی جو کہ شراب کے نشہ میں چور تھے پیچھے کی جانب ہٹے اور کئی راجپوتوں کو روند ڈالا۔ ایک گھنٹہ تک تابڑ توڑ لڑائی ہوتی رہی اور پرتھوی راج دوسرے راجاؤں سمیت بھاگ گیا۔ کھانڈے راؤ میدان جنگ میں مارا گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کی فوج نے معرکہ سر کر لیا۔ سلطان شہاب الدین کی فوج نے پرتھوی راج کی فوج کا تعاقب کیا جس میں کئی بھگوڑے راجا مارے گئے۔ پرتھوی راج دریائے سرستی کے کنارے گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

تراوڑی کا میدان فتح کرنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری براہ راستہ کیلکڑی اجمیر روانہ ہوا۔ دیولی میں مقتول راجاؤں کے لڑکے استقبال کے لئے انتظار کر رہے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری کا دیولی پہنچ کر راجاؤں کے لڑکوں نے شاندار استقبال کیا۔ دستاویزات، اطاعت اور شاہانہ تحائف پیش کئے۔ سلطان شہاب الدین غوری نے ازراہ مہتمر احم خسروانہ دستاویزات پر مہر توثیق ثبت کی۔ پرتھوی راج کے لڑکے کو اجمیر کی حکومت عطا فرمائی۔ سلطان شہاب الدین غوری کے شاہانہ سلوک سے متاثر ہو کر راجگان نے کیلکڑے کے مشہور تالاب پر جشن چراغاں منایا۔



قصہ نمبر ۵۸

مقام قبولیت

سیر الاقطاب اور دیگر مستند کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^(رحمۃ اللہ علیہ) ایک دن حرم کعبہ میں تشریف فرما تھے کہ ندا آئی۔
 ”اے معین الدین ^(رحمۃ اللہ علیہ)! ہم تجھ سے خوش ہیں اور ہم نے تجھے بخش دیا جو کچھ چاہتے ہو وہ مانگو۔“
 حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^(رحمۃ اللہ علیہ) نے عرض کیا۔
 ”میرے سلسلہ میں جو بھی داخل ہوا اسے بخش دیا جائے۔“
 ندا آئی۔

”اچھا تیرے سلسلہ کے تمام مریدوں کو بخش دوں گا۔“
 حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^(رحمۃ اللہ علیہ) ہر سال قوت روحانی سے زیارت کعبہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ آخر زمانہ میں تو یہ عالم تھا کہ آپ ^(رحمۃ اللہ علیہ) رات کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور فجر کی نماز اجیر میں ادا کرتے تھے۔
 حضرت خواجہ عثمان ہارونی ^(رحمۃ اللہ علیہ) کرتے تھے۔
 ”معین الدین ^(رحمۃ اللہ علیہ) اللہ کا محبوب ہے اور مجھے اس کی ارادت پر فخر ہے۔“

ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی ^(رحمۃ اللہ علیہ) حرم محترم میں مراقب تھے کہ

نہ آئی۔

”معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! ہم تم سے خوش ہیں اور ہم نے تمہیں بخش دیا اگر تمہاری کوئی خواہش ہو تو مجھ سے بیان کرو ہم عطا فرمائیں گے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی (رحمۃ اللہ علیہ) نے عرض کیا۔
”میرے مریدوں کو اور جن جن مریدوں کو میرا شجرہ پہنچے ان کو بخش دے۔“

نہ آئی۔

”اے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! تو ہمارا محبوب ہے ہم نے تیرے مریدوں کو اور مریدوں کے مریدوں کو جو قیامت تک ہوں گے سب کو بخش دیا۔“

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا۔
”جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہ جائیں گے میں جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔“



قصہ نمبر ۵۹

صفت جمال کا غلبہ

اسرار السالکین میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ پر کبھی صفت جمال غالب رہتی تھی اور کبھی صفت جلال کا غلبہ ہوتا تھا۔ جس وقت صفت جمال کا غلبہ ہوتا تھا تو آپ رحمہ اللہ اس قدر مستغرق رہتے تھے کہ آپ رحمہ اللہ کو دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی تھی۔ نماز کے وقت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمہ اللہ دست بستہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے۔ آپ رحمہ اللہ اسی استغراقی حالت میں رہتے۔ بالآخر یہ دونوں بزرگ آپ رحمہ اللہ کے دوش مبارک ہلاتے تب آپ رحمہ اللہ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے۔

”اوہو کہاں کہاں سے آگیا ہے؟“

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ وضو کرتے اور نماز ادا فرماتے۔



قصہ نمبر ۶۰

صفت جلال کا غلبہ

جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ پر صفت جلال کا غلبہ ہوتا تھا تو اس وقت یہ حالت ہوتی تھی کہ حجرہ مبارک کا دروازہ اندر سے بند کر لیتے تھے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمہ اللہ حجرہ کے دروازوں کے سامنے پتھروں کے پیچھے ایک طرف چھپ کر بیٹھ جاتے تھے۔ جس وقت آپ رحمہ اللہ نماز کے وقت حجرہ مبارک کا دروازہ کھولتے تھے اور آپ رحمہ اللہ کی نظر مبارک پتھروں پر پڑتی تو وہ جل کر خاکستر ہو جاتے۔



قصہ نمبر ۶۱

ریاضت اور مجاہدہ کی کیفیت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت اور مجاہدات کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی مجاہدات میں بسر کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ستر برس تک پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت با وضو رہتے تھے اور بالعموم عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور اس معمول میں کبھی فرق نہ آیا۔ ریاضت و مجاہدات کے زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل سات دن کا روزہ رکھتے تھے اور ساتویں دن روٹی کا ٹکڑا جو وزن میں کسی حالت میں بھی پانچ مشقال سے زیادہ نہ ہوتا تھا پانی میں نرم کر کے توش فرماتے تھے۔



قصہ نمبر ۶۲

خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر عام تھا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے اور کبھی کوئی سائل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے خالی نہ جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حلیم متواضع اور منکسر مزاج تھے اور کبھی کسی سے رنجیدہ نہ ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر شخص سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور دکھ اور رنج و غم میں برابر کے شریک رہتے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر عام تھا اور اس قدر کھانا پکتا تھا کہ شہر کے تمام غرباء اور مساکین دونوں وقت لنگر سے شکم سیر ہوا کرتے تھے۔ لنگر کا خرچ کہاں سے آتا تھا یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جس وقت خادم لنگر کے خرچ کے لئے عرض کرتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصلے کا ایک کونہ اٹھا کر گوشہ سے عطا فرما دیتے تھے۔ جو سائل یا حاجت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در پر حاضر ہوتا تھا جو کچھ اس کی قسمت کا ہوتا تھا اسے مصلے کا کونہ اٹھا کر عطا فرما دیتے تھے۔



قصہ نمبر ۶۳

ہاتھ سوکھ گیا

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں جب تک مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ناراض نہ ہوتے دیکھا ماسوائے ایک دن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور شیخ علی خادم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ راستہ میں کسی شخص نے شیخ علی خادم رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑ کر سخت ست کہنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔

”کیا بات ہے تو نے اس کا دامن کیوں پکڑا ہے اور کیوں اسے

برا بھلا کہتا ہے؟“

اس شخص نے کہا۔

”حضور! یہ میرا مقروض ہے اور قرضہ ادا نہیں کرتا۔“

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”تم اسے چھوڑ دو تمہارا قرض تمہیں لوٹا دیا جائے گا۔“

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اس شخص نے مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بات

ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے اپنی چادر اتار کر زمین پر پھیلا دی اور فرمایا۔

”اس چادر کے نیچے سے جتنا تیرا قرضہ ہے لے لے۔ خبردار زیادہ لینے کی کوشش نہ کرنا۔“

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ﷺ فرماتے ہیں اس شخص نے اپنے قرض سے زیادہ رقم اٹھالی اور اس کا ہاتھ اسی وقت سوکھ گیا۔



قصہ نمبر ۶۴

ہر مسلمان رحمت حق تعالیٰ سے قربت رکھتا ہے

ایک روز اجمیر کے ایک کسان نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کی۔

”میرے کھیت یہاں کے حاکم نے ضبط کر لئے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ جب تک فرمان شاہی پیش نہ کرو گے تمہارے کھیت واپس نہ ملیں گے اور میں امداد کا درخواست گزار ہوں کیونکہ انہی کھیتوں سے میرے معاش کا دار و مدار ہے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر تامل کے بعد فرمایا۔
”ہاں میری سفارش سے تیرا کام ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے تیرے اس کام کے لئے مجھے معمور کر دیا ہے تو میرے ساتھ چل۔“

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس کسان کو لے کر دہلی کی جانب عازم سفر ہوئے اور دہلی آمد سے قبل اپنے جانشین و خلیفہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین مختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی آمد کے متعلق نہ بتایا حالانکہ اس سے قبل جب

بھی آپ رحمہ اللہ دہلی جاتے تو انہیں پہلے اطلاع پہنچا دیا کرتے تھے۔
 حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جب دہلی کے قریب پہنچے تو کسی شخص
 نے آپ رحمہ اللہ کو پہچان کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کو اطلاع کر دی۔
 ”خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ دہلی تشریف
 لا رہے ہیں۔“

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ نے سلطان شمس الدین التمش کو خواجہ
 خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی آمد کی اطلاع پہنچائی اور خود استقبال
 کے لئے چل دیے۔ سلطان شمس الدین التمش بھی آپ رحمہ اللہ کے استقبال کے لئے
 آیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ مضطرب تھے کہ مرشد پاک اس مرتبہ بغیر
 کسی اطلاع کے تشریف لائے ہیں اور اپنی آمد کے بارے میں نہیں بتایا۔ موقع ملتے
 ہی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ نے عرض کیا۔

”حضور! خادم بارگاہ کو تشریف آوری سے بیشتر ہی اطلاع دہی
 سے مشرف و ممتاز فرمایا کرتے تھے اس مرتبہ بغیر اطلاع تشریف
 آوری کی وجہ کیا ہے؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا۔
 ”میں اس غریب کے کام کے لئے آیا ہوں۔“

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے تمام حال حضرت قطب الدین
 بختیار کاکی رحمہ اللہ کو سنایا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ نے عرض کیا۔
 ”حضور! اگر آپ رحمہ اللہ کا خادم بھی بادشاہ سے فرمان عالی کہہ
 دیتا تو اس کی کیا مجال تھی کہ بموجب فرمان عالی اس شخص کی

مراد پوری نہ ہوتی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود کیوں اس قدر تکلیف گوارا کی؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”یہ بات درست ہے مگر ہر مسلمان رحمت حق تعالیٰ سے قربت رکھتا ہے۔ جس وقت یہ شخص میرے پاس آیا تو انتہائی ملول اور حزن میں تھا۔ میں نے مراقب ہو کر بارگاہ احدیت میں عرض کیا تو مجھے حکم ہوا کہ اس کے رنج و غم میں شریک ہونا بھی عبادت ہے۔ اس وجہ سے میں خود یہاں تک چل کر آیا۔ اگر میں وہیں سے اس شخص کی سفارش کر دیتا تو اس ثواب سے محروم رہ جاتا جو کہ ہر قدم پر اس کی خوشی سے حاصل ہوا ہے۔“



قصہ نمبر ۶۵

مرشد پاک کا احترام

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور فقر و سلوک کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ مرشد پاک اچانک دائیں طرف دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ دو تین بار ایسا ہی اتفاق ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ ”حضور کیا بات ہے؟“

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”اس طرف میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ اقدس ہے میں جب اس طرف نگاہ اٹھاتا ہوں تو مزارِ اقدس نظر آتا ہے اور میں تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔“



قصہ نمبر ۶۶

سماع کا شوق

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل کبھی بھی سماع سے خالی نہ رہتی تھی۔ حالت ذوق و شوق میں بے ہوش ہو جاتے تھے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں شریک ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سماع میں ایک بار سماع سننے کے بعد آدمی صاحب ذوق و شوق ہو جاتا تھا اور علمائے کرام نے کبھی بھی سماع پر اعتراض نہ کیا۔



قصہ نمبر ۶۷

قبولیت کا دروازہ کھلا ہے

ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا دریائے کرم جوش پر تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”جو مانگنا ہو مانگ لو قبولیت کا دروازہ کھلا ہے۔“

ایک شخص نے دنیا طلب کی اور دوسرے نے آخرت طلب کی۔ دونوں کا منشا پورا ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

”میں نے تمہارے لئے اللہ سے طلب کیا ہے کہ تم دنیا اور

آخرت میں معزز اور مکرم رہو۔“

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کی جانب توجہ کی اور فرمایا۔

”تم کیا مانگتے ہو؟“

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ نے جواب میں یہ شعر عرض کیا۔

ہر چہ تو خواہی بخواہم

روئے بر سر آستانم

بندہ راہ فرماں باشد

ہر چہ فرمائی برآئم

اسی دن سے حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری ^{رحمۃ اللہ علیہ} سلطان التارکین اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ^{رحمۃ اللہ علیہ} قطب الزاہدین اور قطب الواصلین کے معزز خطاب سے فیض یافتہ ہوئے۔



قصہ نمبر ۶۸

ہندوستان میں تبلیغی سرگرمیاں

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی زندگی کا بڑا کارنامہ ہندوستان میں اشاعت اسلام ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی بدولت ہندوستان میں اسلام کی روشنی پھیلی اور کفر اور شرک کی تاریکی جو صدیوں سے اس ملک پر چھائی ہوئی تھی آپ رحمہ اللہ کے نور ولایت سے دور ہوئی۔ تبلیغ اشاعت اسلام میں آپ رحمہ اللہ کو اس زمانہ میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں اس کا اندازہ مندرجہ بالا امور سے کیا جاسکتا ہے۔

(۱) ہندوستان کو مبلغ اسلام سے کسی قسم کی انسیت نہ تھی مسلمانوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ لوگ صورت دیکھنے کو اور جسم کے چھو جانے کو روادار نہ تھے۔

(۲) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کی زبان فارسی تھی اور ہندوستانیوں کی زبان ہندی۔

زبان یارمن ترکی دمن ترکی نمیدانم

مشکلات کے باوجود حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے تبلیغ اسلام کا فریضہ جس شاندار طریقہ سے سرانجام دیا وہ لائق صد ہزار تحسین و تقلید ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے تبلیغ اسلام کا ایک شاندار نظام قائم کیا۔ اجمیر دہلی اور اس کے گرد و نواح میں آپ رحمہ اللہ کے خلفاء اور رشتہ دار تبلیغ اسلام میں سرگرم عمل رہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے تصرفات باطنی اخلاق حمیدہ اور

اسلام کی صداقت نے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے اور یہ آپ ﷺ کی نظر کیسے کا اثر تھا کہ بہت سے لوگ عارف کامل، ولی اللہ اور صاحب ولایت بن گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے عقیدت مند اور مرید بھی بہ اشکال مختلفہ اس خدمت میں حصہ لیتے رہے۔ آپ ﷺ کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو دہلی میں معمور کیا گیا۔ مستورات میں تبلیغ کا کام بی بی حافظہ جمالؒ کے سپرد کیا گیا۔ مبلغین کی جماعت میں آپ ﷺ کے خسر سید وجیہ الدینؒ اور برادر نسبتی میراں سید حسین خنگ سوارؒ نے تبلیغی خدمات میں نمایاں حصہ لیا۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات بھی اجمیر اور گردونواح میں اشاعت اسلام میں مصروف رہے ان میں حضرت امام الدین دمشقیؒ، حضرت نیاز اللہ خراسانیؒ پیش پیش ہیں۔ بنارس میں قاضی سعیدؒ نے تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی تبلیغ سے مسلمانوں کی تعداد میں اچھا خاصا اضافہ ہو گیا۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا کہ ہندوؤں کی کوئی جماعت آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کرتی ہو۔ جو ہندو اسلام قبول نہ کرتا تھا وہ بھی آپ ﷺ کا معتقد تھا۔ سیر العارفین میں ہے۔

”حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی برکت سے اس ملک کے نامی گرامی کفار مسلمان ہو گئے تھے۔ جن لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی آپ ﷺ کے دل سے معتقد تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں نذریں بھیجا کرتے تھے۔“

قصہ نمبر ۶۹

دوزخ سے بچنے کا یہ طریقہ درست نہیں

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے ایک صحرا سے گزرے وہاں آتش پرستوں کا ایک گروہ آگ کی پرستش میں مصروف تھا اور وہ لوگ گروہ کی شکل میں آگ کے گرد ہالہ بنا کر اس کی پرستش کر رہے تھے۔ یہ لوگ اس قدر ریاضت و مجاہدات کرتے تھے کہ چھ مہینہ تک دانہ پانی زبان پر نہ رکھتے تھے اور ریاضت کرتے کرتے اس درجہ دل کی صفائی ہو گئی کہ فورا دل کی بات بتا دیتے تھے اور لوگ ان کی باتیں سن کر گمراہ ہوتے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے آگ کی پرستش کی وجہ پوچھی تو ان لوگوں نے جواب دیا۔

”ہم آگ کو اس لئے پوجتے ہیں تاکہ دوزخ میں یہ آگ ہمیں تکلیف نہ پہنچائے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”دوزخ سے بچنے کا یہ طریقہ درست نہیں، اس آگ کو جس نے پیدا کیا ہے اس کی پرستش کرو، پھر دیکھنا کہ کیا مجال ہے کہ آگ تمہیں ذرا برابر بھی گزند پہنچائے۔ تم لوگ اتنے دنوں سے آگ کی پرستش کر رہے ہو ذرا اس آگ میں ہاتھ تو ڈالو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ آتش پرستی کا کیا صلہ دیتی ہے؟“

ان آتش پرستوں نے جواب دیا۔

”آگ کا کام تو جلانے کا ہے ہمارا ہاتھ جل جائے گا لیکن اس

بات کا کیا ثبوت ہے کہ آگ حق پرستوں کو نہ جلائے گی؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

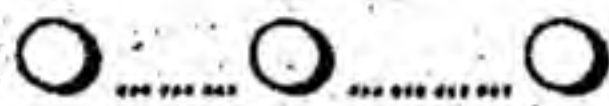
”دیکھو ہم اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں یہ آگ ہمارے جسم

کو تو کیا ہماری جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی۔“

یہ فرما کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے اپنی ایک جوتی آگ

میں ڈال دی اور جوتی بہت دیر تک آگ میں پڑی رہی لیکن آگ کا ذرا برابر بھی اثر

جوتی پر نہ ہوا۔ آپ رحمہ اللہ کی یہ کرامت دیکھ کر سب آتش پرست مسلمان ہو گئے۔



قصہ نمبر ۷۰

ہر سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتے

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا

گند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام

اجمیر شریف میں تشریف لانے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی

رحمۃ اللہ علیہ ظاہر حج بیت اللہ کے لئے حجاز مقدس تشریف نہ لے جاسکے تھے مگر اجمیر شریف

آنے والے حجاج بیان کرتے تھے ہم نے ایام حج میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حج کرتے

ہوئے دیکھا ہے۔



قصہ نمبر ۷۱

جو وعدہ کر کے آیا ہے اسے پورا کر

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے کسی دشمن نے ایک آدمی کو چھری در بغل آپؒ کے پاس بھیجا۔ اس شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔
”حضور! مجھے عرصہ سے دیدار اور قدم بوسی کا شوق تھا۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا۔
”میں موحد ہوں جو وعدہ کر کے آیا ہے اسے پورا کر۔“
یہ الفاظ سنتے ہی اس شخص پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ عرض گزار ہوا۔
”حضور! میں بے قصور ہوں اور فلاں شخص نے مجھے آپؒ کے پاس بھیجا تھا اور میں لالچ میں اندھا بن کر چلا آیا، میرا قصور معاف کر دیجئے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے کمال خندہ پیشانی سے اسے معاف کر دیا اور وہ شخص اسی وقت تائب ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔



قصہ نمبر ۷۲

بچہ، ماں کے پیٹ میں بول پڑا

ایک مرتبہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ، بادشاہ وقت سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مصروف سیر و گشت تھے اور بعض امراء اور داعیان سلطنت بھی ہمراہ تھے۔ ایک بدکار عورت نے بادشاہ کے حضور آکر فریاد کی۔

”حضور! میرا نکاح کروا دیں ورنہ میں عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤں گی۔“

سلطان شمس الدین التمش نے کہا۔

”تو کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟“

اس عورت نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس مرد کے ساتھ اور یہ قطب الاقطاب بنے پھرتے ہیں اور

(نعوذ باللہ) انہوں نے میرے ساتھ حرام کاری کی ہے۔ (پھر

پیٹ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا) یہ انہی کا ہے۔“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کو یہ بیہودہ بات سن کر شرم و

ندامت سے پسینہ آگیا۔ بادشاہ اور امراء ششدر رہ گئے۔ آپ رحمہ اللہ نے اجمیر کی

طرف منہ کر کے فرمایا۔

”یا پیر و مرشد! میری مدد فرمائیے۔“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا تھا کہ فوراً ہی سامنے سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور بادشاہ قدیم بوس ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا۔

”بیٹا! کیا بات ہے جو مجھے یاد کیا؟“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

”اے بچے! سچ بتا کہ تیری ماں نے جو الزام قطب الدین

(رحمۃ اللہ علیہ) پر لگایا ہے وہ صحیح ہے یا کہ غلط۔“

ماں کے پیٹ سے بچہ فوراً بولا۔

”حضور یہ الزام سراسر غلط ہے، یہ عورت نہایت فاسق اور بدکار

ہے۔“

اس عورت نے جب بچے کی بات سنی تو اپنی غلط بیانی کا اعتراف کر لیا اور

اس کی معافی مانگ لی۔

قصہ نمبر ۷۲

یہ بچہ ہندوستان کا بادشاہ بنے گا

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ اور شیخ اوحید الدین کرمانی رحمہ اللہ اکٹھے بیٹھے تھے اور کسی مسئلہ پر ان کے درمیان بحث چل رہی تھی کہ ایک لڑکا تیر کمان لئے ہوئے وہاں سے گزرا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔
”یہ لڑکا ایک دن دہلی کا بادشاہ بنے گا۔“

اور وہ لڑکا شمس الدین التمش تھا جو کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے زمانہ میں قطب الدین ایبک کے بعد تخت شاہی پر بیٹھا اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کا مرید تھا۔



قصہ نمبر ۷۴

تیرا مقتول کہاں ہے؟

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ وضو کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا روتی ہوئی آپؒ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی۔
 ”خضور! میرے لڑکے کو حاکم وقت نے بے گناہ قتل کر دیا ہے
 میں آپؒ کے پاس فریادی بن کر آئی ہوں۔“
 حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔
 ”تیرا مقتول کہاں ہے؟“

بڑھیا، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اپنے ساتھ اس جگہ لے
 گئی۔ آپؒ نے اس لڑکے کا سر دھڑ بلا کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اور وہ لڑکا
 زندہ ہو گیا اور پھر وہ دونوں ماں بیٹا آپؒ کے مزید ہو گئے۔



قصہ نمبر ۷۵

درویشوں کے خانوادے کو روشن کرنے والی شمع

کتب سیر میں منقول ہے بابا فریدؒ جن دنوں دہلی میں مرشد پاک قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی صحبت میں تھے اور چلہ کشی میں مشغول تھے ایک دن آپؒ کے دادا مرشد خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خانقاہ میں مقیم ہوئے۔

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے تمام مریدوں کو بلایا اور انہیں ان کی قابلیت کے موافق روحانی نعمت عطا فرمائی اور جب فارغ ہو چکے تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے فرمایا۔

”تمہارا کوئی مرید باقی تو نہیں رہ گیا۔“

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے عرض کیا۔

”حضور! ایک مرید ہے جو اس وقت چلہ کشی میں مشغول ہے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا۔

”ہم خود اس مرید کے پاس جائیں گے۔“

اور پھر دونوں حضرات اس حجرہ میں پہنچے جہاں بابا فریدؒ چلہ کشی میں

مشغول تھے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے جب دادا مرشد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو احتراماً کھڑا ہونا چاہا مگر نقاہت کی وجہ سے کھڑے نہ ہو سکے اور روتے ہوئے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

”تم کب تک اسی جوان کو یوں مجاہدہ کی بھٹی میں جلاؤ گے آؤ

ہم دونوں اسے نعمت باطنی سے نوازتے ہیں۔“

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا دایاں بازو

پکڑا اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے بایاں بازو پکڑا اور کھڑا کیا

اور پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”الہی! تو مولانا فرید (رحمۃ اللہ علیہ) کو قبول فرمالے اور اسے کامل

بنادے۔“

اسی وقت غیب سے آواز آئی۔

”ہم نے اسے قبول کیا اور اسے وحید عصر بنایا۔“

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسم اعظم جو سلسلہ

عالیہ چشتیہ میں چلا آ رہا تھا اس کی تعلیم دی اور پھر تمام حجابات عالم بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے

سامنے عیاں ہو گئے اور بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو علم لدنی عطا ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت

خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

”تم نے وہ شاہباز قابو کیا جس کا بئیر اسدرۃ المنتہی پر ہے اور یہ

ایسی شمع ہے جو درویشوں کے خانوادہ کو روشن کرے گی۔“



قصہ نمبر ۷۶

صالح بیٹا ایسا ہی ہونا چاہئے

بابا فرید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سلطان الہند، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ کے مزار پاک پر چلہ کر رہا تھا۔ ذی الحجہ کا چاند نظر آگیا اور عرفہ کی شب میں خواجہ خواجگان رحمہ اللہ کی قبر مبارک کے سرہانے گیا اور وہاں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا۔ میں نے پندرہ پارے پڑھے تھے اور پھر دورانِ تلاوت میں ایک حرف بھول گیا۔ اس دوران خواجہ خواجگان رحمہ اللہ کی قبر مبارک سے آواز آئی۔

”تم نے فلاں حرف چھوڑ دیا ہے اسے پڑھو۔“

بابا فرید رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے وہ حرف پڑھا۔ قبر مبارک سے دوبارہ آواز آئی۔

”عمدہ طریقے سے پڑھو۔“

بابا فرید رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے عمدہ طریقے سے پڑھا۔ قبر مبارک سے پھر آواز آئی۔

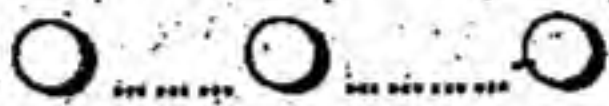
”صالح بیٹا ایسا ہی ہونا چاہئے۔“

بابا فرید رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب میں قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو میں نے خواجہ خواجگان رحمہ اللہ کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور عرض کیا۔

”حضور! آپ ﷺ بہتر جانتے ہیں کہ بروزِ حشر میرا شمار کس
گروہ میں ہوگا؟“

بابا فرید رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر مبارک سے آواز آئی۔
”جو چار رکعت نماز نفل پڑھتا ہے وہ جنتی ہے۔“

بابا فرید رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے خواجہ خواجگان رحمہ اللہ کی قبر مبارک کو
بوسہ دیا اور وہاں سے روانہ ہوا۔



قصہ نمبر ۷۷

عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عارفوں کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا عارف وہ ہے جس پر عالم غیب سے ہر روز ہزاروں تجلیاں عکس فگن ہوں۔ ایک ہی وقت میں کئی ہزار جلوے اور کئی ہزار کیفیتیں ظاہر ہو جائیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے۔ محبت کی باریکیوں کی اچھی طرح تصریح و تشریح جانتا ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق کے دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ اسرار سرمدی اور انوار الہی کے موتی نکال کر لاتا ہے اور پرکھنے والے جوہریوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو دیکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے اور اس کے عارف ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے۔ اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں بیٹھا ہو تو دوست کے تصور میں، سوئے تو دوست کے خیال میں حتیٰ کہ عالم بیداری میں عظمت خداوندی کے گرد طواف کرتا ہے اور وہ دم بھر کے لئے بھی دوست کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔



قصہ نمبر ۷۸

جائز حاجت کے بعد غسل کی فضیلت

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان ہارونیؒ سے سنا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے تشریف لائے اور حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ مقاربت کا اتفاق ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا۔

”اے پیغمبر خدا! اٹھئے اور اپنا بدن پانی سے دھو کر پاک کر لیجئے۔“

حضرت آدم علیہ السلام نے غسل کیا ان کی طبیعت کو بہت خوشی اور فرحت محسوس

ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔

”بھائی جبرائیل! اس غسل میں کچھ ثواب بھی ہے۔“

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔

”آپ علیہ السلام کے بدن پر جتنے بال ہیں ان میں سے ہر ایک

کے بدلے سال بھر کی عبادت کا ثواب آپ علیہ السلام کے نامہ

اعمال میں لکھا جائے گا۔ غسل کرنے سے جتنے قطرے پانی کے

آپ علیہ السلام کے جسم سے زمین پر گریں گے حق تعالیٰ ہر قطرے

سے فرشتہ پیدا کرے گا یہ فرشتوں کی جماعت قیامت تک عبادت

خداوندی میں مصروف رہے گی اور ان سب کا ثواب آپ علیہ السلام

کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔“

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

”یہ ثواب کیا میرے لئے مخصوص ہے؟“

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔

”نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے جو صاحب ایمان جائز

ضرورت کے بعد غسل کرے گا اللہ عزوجل اس کے جسم کے ہر

بال کے عوض میں ایک ایک برس کی عبادت کا ثواب اس کے

نامہ اعمال میں تحریر کرے گا۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے زار و

قطار رونے لگے اور فرمایا۔

”یہ حال ان لوگوں کا ہے جو جائز اور حلال صورت میں غسل

کرتے ہیں لیکن جو شخص حرام کاری کے بعد غسل کرتا ہے تو اللہ

عزوجل اس کے ہر بال کے بدلے میں ایک ایک برس کا گناہ

اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیتا ہے۔ غسل کرتے وقت جتنے

قطرے پانی کے زمین پر گرے گا اللہ عزوجل ان میں سے ایک

دیو پیدا کرے گا اور پھر قیامت تک یہ دیو جس قدر بدکاری

کریں گے ان سب کے گناہ اس آدمی کے نامہ اعمال میں لکھے

جائیں گے۔“



قصہ نمبر ۷۹

نماز کی بددعا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا نماز اللہ عزوجل کی طرف سے بندوں کے پاس ایک امانت ہے لہذا بندوں کو چاہئے کہ اس امانت کی اس طرح حفاظت کریں کہ قدرے قلیل بھی خیانت کا شائبہ تک نہ ہو اور نماز اس طرح ادا کرنی چاہئے جو کہ نماز ادا کرتے کا حق ہے، رکوع و سجود اچھی طرح ادا کرنے چاہئیں اور نماز کے تمام ارکان اطمینان خاطر اور تعدیل کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جب کوئی بندہ نماز ادا کرتا ہے، رکوع، سجود، قرأت و تسبیح سب ارکان کو بخوبی ادا کرتا ہے تو اس نماز کو آسمان پر فرشتے لے جاتے ہیں اور اس نماز کا نور پورے آسمان پر پھیل جاتا ہے جس کی وجہ سے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ وہ نماز عرش کے نیچے جاتی ہے ندا آتی ہے اے نماز سجدہ کر اور اس نمازی کے لئے ہماری بارگاہ میں بخشش طلب کر جس نے تیرا حق ادا کیا ہے۔ نماز حسب فرمان اللہ عزوجل سے بخشش طلب کرتی ہے اور رحمت خداوندی کا مینہ برسنے لگتا ہے۔

یہ بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو کہ نماز کا پورا حق ادا کرتے ہیں۔ جو لوگ نماز کے ارکان کو حسن و خوبی سے نہیں نبھاتے تو ان کی نماز جب آسمان بالا پر پہنچتی ہے تو آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ فرمان ہوتا ہے کہ اس نماز کو واپس لے جا کر نمازی کے منہ پر مار دو۔ نماز اپنے پڑھنے والے کے حق میں بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے اے شخص! اللہ تجھے برباد کرے جس طرح کہ تو نے مجھے برباد کیا۔“



قصہ نمبر ۸۰

وقت گزرنے سے قبل نماز پڑھنے میں جلدی کرو

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں چھ درویش سمرقند کے حاضر تھے۔ مولانا بہاؤ الدین بخاری اور خواجہ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے۔ اس بات کا ذکر ہوا کہ فرض نماز دیر سے پڑھنا کہ وقت گزر جائے اور قضا پڑھنے کی نوبت آجائے کیسا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”میں ایک شہر میں تھا وہاں کے لوگ نماز کے اس قدر پابند تھے

کہ وقت سے پہلے ہی مستعد ہو کر نماز کا انتظار کرتے ہوئے

کہنے لگے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب وقت شروع ہو جائے

اور ہم وقت پر نماز ادا کرنے سے محروم رہ جائیں تو پھر ہم حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دیکھائیں گے؟“



قصہ نمبر ۸۱

اللہ سے ڈر اور جفا سے باز آ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان بھائی کو بغیر کسی وجہ کے ستانا گناہ کبیرہ ہے اور اہل سلوک کے نزدیک مسلمان کو ستانا سب سے بڑا گناہ ہے۔

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیاحت کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک زمانہ میں بغداد میں تھا۔ دریائے دجلہ کے کنارے ایک بزرگ ایک جھونپڑی میں اقامت گزیرا تھا۔ میں ان کے پاس چلا گیا اور سلام عرض کیا۔ انہوں نے اشارہ سے میرے سلام کا جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

”اے درویش! مجھے دنیا سے کنارہ کش ہوئے پچاس برس بیت گئے ان دنوں میں بھی تمہاری طرح سفر کیا کرتا تھا ایک دفعہ میں ایک شہر سے گزرا وہاں ایک بڑا آدمی لین دین میں بہت سختی کیا کرتا تھا۔ مجھے اس کی یہ حرکت ناگوار گزری مگر چشم پوشی کر کے چلا آیا۔ غیب سے آواز آئی اے درویش! تیرا کیا ہو جاتا اگر اللہ کے واسطے اس دنیا دار سے کہتا کہ مخلوق خدا پر ظلم نہ کر، یہ اچھی بات نہیں اللہ سے ڈر اور جفا سے باز آ، ممکن ہے وہ تیری نصیحت

مان لیتا اور ستم سے باز آ جاتا۔ شاید تجھے یہ خیال آیا ہو کہ وہ دنیا دار جو لطف و ضیافت تیرے ساتھ کرتا ہے پھر نہ کرے گا۔“
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں پھر ان درویش نے مجھ سے کہا۔

”میں اس دن بے سخت شرمندہ ہوں اور پچاس برس گزر گئے میں نے اس جھونپڑی سے قدم باہر نہیں نکالا اور رات دن یہی فکر رہتی ہے کہ اگر اللہ عز و جل نے قیامت کے دن مجھ سے اس بارے میں سوال کیا تو کیا جواب دوں گا؟“
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اتنے میں مغرب کا وقت ہو گیا۔ ایک آتش کا پیالہ، ایک پانی کا آنچورہ اور دو روٹیاں جو کی غیب سے آئیں اور میں نے ان کے ساتھ روزہ افطار کیا۔ چلتے وقت انہوں نے اپنی جائے نماز کے نیچے سے دو سیب نکال کر مجھے دیئے۔



قصہ نمبر ۸۲

قدرت رکھنے والے بندے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ درویشوں کی ایک جماعت بھی بیٹھی ہوئی تھی اور اولیاء اللہ رحمہ اللہ کے مجاہدوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی دوران ایک دبلا پتلا اور کمزور سا بوڑھا شخص مجلس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔ اس بوڑھے نے رو رو کر اپنا قصہ بیان کیا کہ آج سے تیس برس قبل کی بات ہے میرا لڑکا غائب ہو گیا اس کی جدائی سے میری یہ حالت ہو گئی ہے، نہ معلوم وہ زندہ ہو گا یا مر گیا ہو گا اور میں حضور کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اس کی جان و سلامتی کیلئے سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کرنے کی نسبت عرض کروں کہ آپ رحمہ اللہ دعا فرمائیں کہ میرا بیٹا واپس آ جائے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ نے مراقبہ کیا اور بہت دیر بعد سراٹھا کر کہا کہ حاضرین سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کریں تاکہ اس کا لڑکا واپس آ جائے۔ جب سب لوگ فاتحہ سے فارغ ہو گئے تو آپ رحمہ اللہ نے اس بوڑھے سے فرمایا جاؤ تم گھر چلے جاؤ تمہارا لڑکا واپس آ رہا ہے اور جب تمہارا لڑکا واپس آ جائے تو تم اسے میرے پاس لے آنا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ بوڑھا تعظیم و تکریم بجا

لا کر رخصت ہوا۔ ابھی وہ بوڑھا اپنے گھر نہ پہنچا تھا کہ اس کو کسی شخص نے دیکھ کر کہا کہ مبارک ہو تمہارا لڑکا گھر واپس آ گیا۔ گھر پہنچ کر لڑکے کو دیکھ کر اس کی آنکھیں شاد ہوئیں۔ پھر وہ اٹے پاؤں اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کو اپنے پاس بٹھا کر اس سے دریافت کیا کہ تو کہاں تھا؟ اس نے عرض کیا کہ حضور ایک کشتی میں قید تھا اور ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور مجھے کشتی والے نے قید کر رکھا تھا۔ ایک درویش بالکل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل و صورت کے آئے اور ہتھکڑیاں کھول دیں اور انہوں نے گگردن سے پکڑ کر مجھے اپنے پاس کھڑا کیا اور اپنے پاؤں میرے پاؤں پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد فرمایا اپنی آنکھیں بند کر لو میں نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر جب آنکھیں کھولیں تو خود کو اپنے مکان میں پایا۔ اس کے بعد وہ لڑکا کچھ کہنا چاہتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اشارے سے منع فرما دیا۔ اس بوڑھے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا۔

”حضور اس زمانہ میں بھی ایسی قدرت رکھنے والے اللہ کے

بندے موجود ہیں مگر انہوں نے خود کو چھپا رکھا ہے۔“



قصہ نمبر ۸۳

دوزخ سانپ کے منہ میں ہے

حضرات خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے ایک بہت ہی بڑا سانپ پیدا کیا اور پھر دوزخ پیدا کی پھر سانپ سے فرمایا میں تجھے ایک لعنت دیتا ہوں اسے بحفاظت سنبھال کر رکھنا۔ سانپ نے عرض کیا میں ادنیٰ فرمانبردار ہوں جو کچھ حکم ہوگا اسے دل و جان سے پورا کروں گا۔ حکم ہوا منہ کھولو۔ سانپ نے منہ کھول دیا۔ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم دیا کہ دوزخ کو اٹھا کر اس کے منہ میں رکھ دو۔ فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد سانپ نے منہ بند کر لیا۔ اب دوزخ زمین کے ساتویں تہہ میں اس سانپ کے منہ میں ہے۔ اگر دوزخ اس سانپ کے منہ میں نہ ہوتی تو تمام عالم جل کر خاکستر ہو جاتا۔ قیامت کے دن اللہ عزوجل فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو اس کے منہ سے نکال لو۔ فرشتے اس کو اس سانپ کے منہ سے نکال لیں گے۔ ہر دوزخ میں ہزار زنجیریں ہوں گی۔ اور ہر زنجیر کو ہزار فرشتے کھینچیں گے۔ ہر فرشتہ میں اس قدر قوت اور اس قدر طول و عرض ہوگا کہ اگر اللہ عزوجل انہیں حکم دے تو تمام مخلوقات کا ایک لقمہ کر لیں۔ یہ فرشتے دوزخ کی آگ سلگائیں گے اور پھر جب پھونک ماریں گے تو تمام میدان قیامت میں دھواں پھیل جائے گا۔ جو شخص دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ عبادت کرے اور ایسی عبادت جسے وہ اپنے نزدیک سب سے بہتر سمجھے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ نے عرض کیا۔

”حضور! وہ کون سی عبادت ہے؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”غریبوں کی دادری کرنا، محتاجوں کی حاجت روائی کرنا، بھوکے

کو کھانا کھلانا اور ان اعمال سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔“



قصہ نمبر ۸۴

راسخ العقیدہ شخص

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں موجود تھا اور کئی درویش بیٹھے ہوئے تھے اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر قدموں میں سر رکھ دیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی خاص کیفیت میں تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹھو۔ اس نے عرض کیا حضور مرید ہونے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا اس شرط سے مرید ہو سکتے ہو کہ ایک مرتبہ کہو کہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔ وہ شخص راسخ العقیدہ تھا اس نے فوراً اسی طرح کہہ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی اسے مرید کرنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے کر دیا اور پھر خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔



قصہ نمبر ۸۵

سادھو مبہوت ہو جاتے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ جب اجمیر تشریف لائے اور جس جگہ آپ رحمہ اللہ نے قیام فرمایا تھا وہ جگہ سادھوؤں اور بڑے بڑے مہاتماؤں کا مسکن تھی۔ یہ لوگ آس پاس کے مندروں یا پہاڑی گھپاؤں میں رہا کرتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی تشریف آوری کے بعد یہ لوگ آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں آنے لگے۔ کبھی کبھی ناقوس اور گھنٹے ساتھ لاتے، ناقوس اور گھنٹے بجا بجا کر عبادت اور کمالات کا مظاہرہ کرنے لگتے۔ عبادت سے فراغت کے بعد آپ رحمہ اللہ پر نظر ڈالتے اور آپ رحمہ اللہ قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دیتے۔ سادھو مبہوت ہو جاتے اور ان پر وہ کیفیت طاری ہو جاتی کہ جو کسی راگنی اور کسی عمدہ نغمہ ساز سے حاصل نہ ہوتی تھی۔ یہ نغمہ سرمدی ان کے دلوں کو اس درجہ بے قرار کر دیتا تھا اور وہ بے اختیار اسلام قبول کر لیتے تھے۔



قصہ نمبر ۸۶

غذائے روح

مسالک الہالکین میں منقول ہے حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کو ضیافت پر مدعو کیا۔ آپ رحمہ اللہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ سے عرض کیا۔

”میں چشتی ہوں اور اگر مجھے غذائے روح بھی عنایت ہو تو عین نوازش ہوگی۔“

حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا۔
”اگرچہ میرے مشرب میں سماع نہیں مگر آپ رحمہ اللہ کی خاطر داری منظور ہے۔“

چنانچہ محفل ترتیب دی گئی اور اس محفل میں بڑے بڑے اولیاء اللہ رحمہ اللہ موجود تھے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ نے ایک خادم کو بلا کر اپنی ردائے مبارک دے کر ارشاد فرمایا۔

”جس وقت میں محفل سے باہر آ جاؤں اس وقت یہ چادر ہمارے

حجرے کے اندر بچھا کر کواڑ بند کر دینا۔“

حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ کسی ضرورت کے تحت محفل سے اٹھ کر باہر آئے تو خادم نے ردائے مبارک حجرہ کے اندر بچھا کر کواڑ بند کر دیئے۔ حجرہ کے اندر

سے قسم قسم کے راگ اور ساز کی آواز آنے لگی۔ حاضرین مجلس پر وجد طاری ہو گیا۔ حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ عصائے مبارکہ سے زمین کو دبا رہے تھے اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ پر عجیب وجد طاری ہو گیا اور جس طرف دست مبارک اٹھاتے یا چشم مبارک کا اشارہ ہو جاتا تھا ایک قیامت برپا ہو جاتی تھی، کوئی بے ہوش ہو جاتا اور کوئی زخمی ہو جاتا تھا، بہت سے واصل بحق ہو گئے اور اللہ اللہ کر کے محفل سماع بند ہوئی۔

محفل سماع کے بعد کسی خادم نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔

”حضور! آپ رحمہ اللہ محفل میں تشریف فرما نہیں ہوئے اور جب

تک سماع ہوتا رہا آپ رحمہ اللہ کھڑے رہے؟“

حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”میں اللہ کے حکم سے محفل سماع سے باہر اپنے عصا سے زمین کو

دبا بیٹھا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ زمین کو لرزہ آجائے تو مخلوق خدا کو

کوئی نقصان پہنچ جائے۔ جس وقت خواجہ صاحب رحمہ اللہ پر وقت

طاری ہوئی تھی اس وقت زمین اور آسمان کانپنے لگ گئے تھے۔

میں زمین کو دبائے دبائے اور تھامے تھامے تھک گیا اور میرا منہ

سرخ ہو گیا۔ اگر میں محفل سماع میں موجود ہوتا تو قیامت صغریٰ

آ جاتی۔“

قصہ نمبر ۸۷

پیوند لگے کپڑے استعمال فرمائے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ عمامہ، نیچا کرتہ اور تہبند زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا لباس مبارک دوہرے کپڑے کا ہوتا تھا۔ جب کہیں سے بھٹ جاتا تھا تو جو کپڑا مل جاتا تھا اس کا پیوند لگا لیتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے ہمیشہ پیوند لگے کپڑے استعمال فرمائے۔



قصہ نمبر ۸۸

خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس دن تک حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔
اے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! قطب الدین (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارا دوست
ہے اور تمہارا خلیفہ اور نائب ہوگا تمہیں جو نعمتیں سینہ بہ سینہ اپنے
بزرگوں سے ملی ہیں اسے دینا اس سے بہتر تمہیں کوئی دوسرا قائم
مقام نہیں۔“

چنانچہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ابھی
جوان بھی نہ ہوئے تھے اور داڑھی بھی نہیں نکلی تھی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمائی اور قطب المشرق بنایا۔



قصہ نمبر ۸۹

اللہ عزوجل کے دوستوں کی تین صفات

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ دہلی میں قیام پذیر ہونے کے باوجود وقتاً فوقتاً خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آخری مرتبہ آپؒ نے جب اجمیر شریف جانے کا قصد کیا تو ایک عریضہ خواجہ خواجگانؒ کی خدمت میں ارسال کیا اور اشتیاق پابوسی طاہر کی۔ خواجہ خواجگانؒ نے جواباً تحریر فرمایا۔

”ضرور آؤ مجھے بھی تم سے ملنے کا اشتیاق ہے میں سوچ ہی رہا تھا کہ تمہیں خط لکھ کر بلاؤں اب تم مجھ سے ملنے کے لئے جلد آ جاؤ کیونکہ یہ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ خط کا جواب ملتے ہی فوراً روانہ ہو گئے اور بجلت تمام اجمیر شریف پہنچ کر سعادت پابوسی حاصل کی اور کچھ دنوں تک مرشد پاک کی خدمت میں مصروف رہے۔ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا۔

”اللہ عزوجل کے دوستوں میں ان تین صفات کا ہونا لازمی ہے۔
اللہ عزوجل کے دوستوں کے قلب میں خوف خدا کا ہونا لازمی ہے
تاکہ کوئی گناہ سرزد نہ ہو اور عذاب دوزخ سے نجات ملے۔“

اللہ عزوجل کے دوستوں کو رضا بہ رضائے خداوندی ہونا
 چاہئے تاکہ محبت کے ساتھ رضا کی موجودگی بھی ضروری ہو۔
 اللہ عزوجل کے دوستوں کے قلوب میں محبت خداوندی جاگزیں
 ہوتا کہ ان کے قلب میں اللہ عزوجل کے ماسوا کسی غیر کا کوئی
 خیال پیدا نہ ہو۔



قصہ نمبر ۹۰

قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کو

دہلی جانے کی وصیت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے وثیقہ خلافت و سجادگی لکھ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی اور کلاہ چار ترکی سر پر رکھ کر دستار خلافت باندھی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا عصا، قرآن پاک، مصلے اور خرقہ عطا فرمایا اور کہا کہ مجھے یہ امانت حضور نبی کریم ﷺ کی ہمارے خواجگان سے ملی تھی میں نے اس امانت کا حق ادا کر دیا ہے اب تمہارا کام ہے کہ اس کا حق ادا کرو۔ اس کے بعد کچھ عارفانہ کلمات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمائے اور سر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا میں نے تم کو اللہ عز و جل کے سپرد کیا، منزل گاہ قرب تک پہنچایا جہاں رہو خیر و خوبی سے رہو، جہاں رہو مرد اور خدا شناس بن کر رہو۔ اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور آنکھوں میں آنسو تھے پھر فرمایا اب تم دہلی چلے جاؤ۔



قصہ نمبر ۹۱

اللہ عز و جل کے دوستوں کو موت نہیں

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ اجمیر سے دہلی آ گئے۔ چند روز بعد ایک شخص نے اجمیر سے آ کر اطلاع دی کہ اجمیر سے واپسی کے بیس روز بعد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ وصال فرما گئے۔ یہ خبر وحشت اثر سن کر آپ رحمہ اللہ زار و زار رونے لگے۔ اس قدر صدمہ ہوا بیان سے باہر ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”اللہ عز و جل کے دوستوں کو موت نہیں آتی، وہ مرا نہیں کرتے بلکہ ظاہر بینوں کی نگاہ سے غائب ہو جاتے ہیں اور خواجہ خواجگان رحمہ اللہ کے تصرفات قیامت تک جاری رہیں گے۔“



قصہ نمبر ۹۲

انوار و تجلیات کا نزول

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ایک عرصہ رہا اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسرارِ محبت دوست کے متعلق کبھی کچھ بیان کیا ہو اور جو انوار و تجلیات آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نازل ہوتی تھیں ان کا معمولی بھی کبھی ذکر کیا ہو۔



قصہ نمبر ۹۳

ایک درویش سے ملاقات کا احوال

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی عیسیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی عیسیٰ کے ہمراہ سفر حج پر تھا اور ہم حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد واپس لوٹے تو ایک شہر میں ہمارا قیام ہوا جہاں ہم نے ایک غار میں ایک بزرگ کو دیکھا جن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں وہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور سوکھ کر کاٹا ہو گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی سوکھی لکڑی کھڑی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر خواجہ خواجگان عیسیٰ نے فرمایا۔

”اگر کہو تو چند روز یہاں قیام کیا جائے۔“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی عیسیٰ فرماتے ہیں میں نے آداب بجالا کر کہا بہت خوب اور پھر ہم نے وہاں مہینہ بھر قیام کیا اور ان بزرگ کی خدمت کی۔ اس دوران وہ بزرگ صرف ایک دفعہ ہوش میں آئے۔ ہم نے کھڑے ہو کر سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر انہوں نے کہا۔

”دوستو! تم نے بڑی تکلیف اٹھائی لیکن تمہاری اس تکلیف کی مکافات ضرور بلند مرتبہ ملتا ہے۔“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی عیسیٰ فرماتے ہیں اس گفتگو کے بعد ان بزرگ نے ہمیں بیٹھنے کو کہا۔ ہم بیٹھ گئے تو انہوں نے باتیں شروع کیں۔ کہنے

لکے۔

”میں شیخ محمد اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں سے ہوں۔ تیس برس سے عالم استغراق میں ہوں۔ نہ دن کو جانتا ہوں اور نہ ہی رات کو جانتا ہوں۔ آج اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے سبب ہوش عطا فرمایا ہے۔ اے عزیزو! اب تم لوٹ جاؤ۔ اللہ عزوجل تمہیں اس تکلیف کا بہترین اجر دے گا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ چونکہ تم نے بساط طریقت پر قدم رکھا ہے اس لئے دنیاوی اور نفسانی کی طرف کبھی خواہش نہ کرنا، خلقت سے ہمیشہ کنارہ کش رہنا، جو چیز تمہارے پاس تحفۃ آئے تو یا میسر ہو اسے اپنے پاس نہ رکھنا بلکہ راہ خدا میں خرچ کر دینا اور خدا کے سوا کسی غیر میں مشغول نہ ہونا۔“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ نصیحت فرما کر وہ بزرگ ایک مرتبہ پھر عالم تحریر میں مستغرق ہو گئے اور ہم وہاں سے چلے گئے۔



قصہ نمبر ۹۴

بھید خداوندی ظاہر کرنے کا انجام

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ سے سنا کہ ایک بزرگ تھے انہوں نے سو برس تک اللہ عزوجل کی عبادت کی اور مجاہدات کئے اور عبادت کا حق ادا کیا۔ ایک دن ان بزرگ پر اسرارِ محبت میں سے ایک تجلی ظاہر ہوئی۔ وہ بزرگ چونکہ تنگ دل تھے اس لئے برداشت نہ کر سکے اور فوراً ظاہر کر دیا۔ دوسرے روز وہ نعمت ان سے چھین لی گئی اور وہ درویش اسی غم میں دیوانہ اور عقل سے خارج ہو گیا۔ اسی وقت ہاتھ سے آواز آئی۔

”اگر تو ہمارا بھید ظاہر نہ کرتا تو تو اور اسرار کے عطا کئے جانے کے لائق ہوتا۔ جب ہم نے دیکھا کہ ابھی ہفتاد حجاب میں ہے وہ نعمت ہم نے تم سے چھین لی اور کسی کو دے دی۔“



قصہ نمبر ۹۵

ظالم ہمسایہ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے پیر کے نفس کی نسبت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پیر کے نفس کی دو اقسام ہیں۔ اول نیک اور دوم بد۔ اللہ عزوجل ایسا کبھی نہ کرے کہ وہ کسی پر نفس بد کرے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا اور خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھڑا تھا کہ شیخ برہان الدین نامی درویش جو میرے ہم فرقہ تھے ہمسایہ سے شکایت مند ہو کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔

”کیا بات ہے پریشان خاطر معلوم ہوتے ہو؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے آداب بجا لاتے ہوئے عرض کیا۔

”حضور! ہمسایہ سے سخت تکلیف میں ہوں۔ اس نے اپنے مکان

پر زینہ بنایا ہے اور میرے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ اتنا

ہی کہہ پائے تھے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔

”وہ تمہارے متعلق اس بات کو جانتا ہے کہ تمہارا ہمارے ساتھ کیا تعلق ہے؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے عرض کیا۔
”ہاں۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سن کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”کیا وہ کوٹھے کے اوپر سے گر کر نہیں مرے، اس کی گردن نہیں ٹوٹی۔“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر مجلس میں بیٹھنے کے بعد آداب بجالائے اور واپس چلے گئے جب اپنے محلہ میں پہنچے تو لوگوں کی زبانی سنا کہ وہ ظالم ہمسایہ کوٹھے سے گر کر ہلاک ہو گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی تھی۔



قصہ نمبر ۹۶

مرشد کے کام میں مشغول ہونے کے فوائد

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر مرید نفل نماز پڑھتا ہو اور مرشد اس کو آواز دے تو اسے کیا کرنا چاہئے کیا نماز نفل توڑ کر جواب دے یا ایسا نہ کرے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ نماز نفل ترک کر کے جواب دے اس میں ثواب زیادہ ہے۔ پھر فرمایا ایک روز میں نماز نفل میں مشغول تھا مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے مجھے پکارا تو میں نے فوراً نیت توڑی اور حاضر خدمت ہوا۔ خواجہ خواجگان رحمہ اللہ نے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور نفل نماز پڑھ رہا تھا آپ رحمہ اللہ کی آواز سن کر نیت توڑ دی۔ خواجہ خواجگان رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”اچھا کیا یہ نماز نفل سے زیادہ افضل ہے کیونکہ مرشد کے کام میں

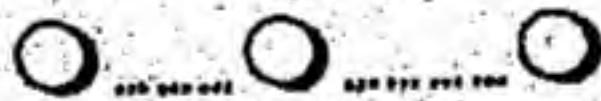
مستعد و مشغول ہونا عین دین کے کاموں میں مشغولیت ہے۔“



قصہ نمبر ۹۷

درویشی کیا ہے؟

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ پیر
و مرشد سے مجھے جو کچھ ملا ہے میں نے اس کا ہمیشہ ورد رکھا اور تم کو بھی وصیت کرتا
ہوں کہ مقررہ وظیفہ میں کبھی ناغہ نہ کرو اور سالک کو چاہئے کہ پہلے اپنے نفس کو طلاق
دے پھر دنیا کو پھر مافیہا کو اس کے بعد سلوک میں قدم رکھے۔ درویشی اس کا نام ہے
کہ آنے والا محروم نہ رہ جائے، اگر بھوکا ہو تو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے اور تنگ ہو تو
کپڑا پہنایا جائے اور اگر حاجت مند ہو تو اس کی ضرورت پوری کی جائے۔



قصہ نمبر ۹۸

اسم مبارکہ ”محمد ﷺ“ کی برکت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”سرورِ انبیاء، تاجدارِ رسل، ختم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسم مبارکہ ”محمد“ کے پانچ حروف ہیں اور اللہ عزوجل نے نمازیں بھی پانچ فرض کیں اور اگر کوئی پانچوں نمازوں کی پابندی کرے اور پھر اگر نماز میں کچھ کوتاہی ہوگی تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسم مبارکہ کا ورد کرے اس اسم مبارکہ کے ورد کی بدولت اس کوتاہی کا ازالہ ہو جائے گا۔“



قصہ نمبر ۹۹

اللہ عزوجل کے نیک بندوں کا تصرف

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ ہانبل نامی پیدا کیا۔ اس کی ہیبت اور بزرگی کا علم اللہ عزوجل ہی کو ہے۔ یہ فرشتہ ایک ہاتھ مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف پھیلائے ہوئے ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کی دو زبانیں ہیں۔ یہ فرشتہ دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں ہے۔ مشرق والے ہاتھ میں دن کی روشنی کا انتظام ہے اور مغرب والے ہاتھ میں رات کی تاریکی کا۔ یہ فرشتہ جب روشنی ہاتھ سے چھوڑتا ہے تو تمام دنیا میں روشنی پھیل جاتی ہے اور جب تاریکی چھوڑتا ہے تو ساری دنیا میں تاریکی پھیل جاتی ہے۔ اس فرشتہ کے پاس ایک تختی لٹکی ہوئی ہے جس میں سیاہ اور سفید لکیریں کھینچی ہوئی ہیں ان لکیروں کو دیکھ کر کبھی وہ فرشتہ ایک ہاتھ بڑھا دیتا ہے تو دن کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے جب دوسرا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تو رات کی تاریکی زیادہ ہو جاتی ہے اسی سبب سے کبھی دن بڑا ہوتا ہے اور کبھی رات کی تاریکی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد رونے لگے اور فرمایا۔

”دنیا میں اللہ عزوجل کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اور جو کچھ عجیب کام قدرت کا ظہور ہوتا ہے وہ

ان کی آنکھوں کے سامنے آئینہ ہوتا ہے اور وہ غیب کی باتوں کا معائنہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کی آگاہی کے لئے بیان بھی کرتے ہیں۔“

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے فرمایا۔
 ”اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ اور بھی پیدا کیا ہے جس کا ایک ہاتھ آسمان پر ہے اور اس سے ہواؤں کی حفاظت کرتا ہے۔ ایک ہاتھ زمین پر ہے جس سے پانی کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ فرشتہ اپنا ہاتھ کھینچ لے تو ساری دنیا ڈوب کر مر جائے اور اگر ہواؤں سے ہاتھ اٹھالے تو تمام دنیا زیرِ وزر ہو جائے۔“



قصہ نمبر ۱۰۰

حبیب اللہ مات فی حب اللہ

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ایک عرصہ تک لوگوں کو
واصل باللہ کرتے رہے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے یہاں تک کہ بارگاہ
خداوندی سے بلاوا آ گیا اور ۶ رجب المرجب ۶۳۴ھ کو آپؒ اس جہان فانی
سے کوچ فرما گئے۔ جس وقت آپؒ کی روح قبض ہوئی اس وقت آپؒ
کی پیشانی پر ذیل کی عبارت نمایاں ہوئی۔

حبیب اللہ مات فی حب اللہ

”اللہ عزوجل کے حبیب نے اللہ عزوجل کی محبت میں وصال

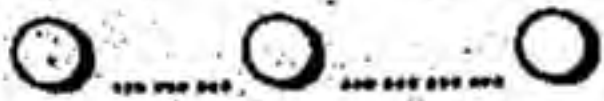
پایا۔“



خواجہ خواجگان معین الدین
 فخر کون و مکان معین الدین
 سر حق راہیاں معین الدین
 بے نشان را نشان معین الدین
 منظر و جلوہ گاہ نور قدم
 آفتاب جہاں معین الدین
 مرشد و رہنمائے اہل صفا
 ہادی انس و جاں معین الدین
 خواجہ لامکاں و قدس مکاں
 آسمان آستان معین الدین
 عاشقاں را دلیل راہ یقین
 سر راہ گماں معین الدین
 قرب حق اے نیاز اگر خواہی
 ساز درد زباں معین الدین

کتابیات

- ۱- سیر الاولیاء از خواجہ سید محمد مبارک میر خورد دہلوی
- ۲- سیر الاقطاب از شیخ اللہ دیا چشتی
- ۳- فوائد الفواد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
- ۴- تحقیقات چشتی از نور احمد چشتی
- ۵- سیرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی از علامہ محمد جاوید
- ۶- سیرت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی از علامہ محمد جاوید





اکبر پبلشرز

Ph: 042 - 37352022